بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نحمدہ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ

مشکوٰۃ

MONTHLY MISHKAT

"قوموں کی اصلاح
نوجوانوں کی اصلاح
کے بغیر نہیں ہوسکتی"
(بانی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ)

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان
MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA BHARAT

نگران: کے طارق احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

فہرست مضامین

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 2 اگست 2019	5
اسلام میں سزا کا مقصد	8
مقام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	11
سائینس کی دنیا	17
اطفال کے صفحات	19
گوشۂ ادب	20
مدرسہ تعلیم الاسلام کا قیام و مختصر تاریخ	23
سر آئزک نیوٹن کا مختصر تعارف	27
دیار مہدی سے	28
Heart to Heart	33
The Saviour of the Latter Days: Signs of the Messiah	36
Summary Of Khutba Juma Delivered On 26th July 2019	40

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

ایڈیٹر
نیاز احمد نائک

نائبین
تبریز احمد سلیجہ، اطہر احمد شمیم
ریحان احمد شیخ

مینیجر
سید عبد الہادی

مجلس ادارات
عمر عبد القدیر، بلال احمد آہنگر
مرشد احمد ڈار، ناصر الدین حامد
صالح احمد، اعجاز احمد میر

ڈیزائننگ
آر۔ محمود احمد عبد اللہ

دفتری امور
عبد الرب فاروقی، مجاہد احمد سلیجہ

مقام اشاعت
دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سالانہ بدل اشتراک
اندورن ملک ₹220
بیرون ملک $150
قیمت فی پرچہ ₹ 20

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul Ahmadiyya Bharat Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India, and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India. Editor Niyaz Ahmad Naik

اداریہ

عید نفرتوں کو مٹاتی ہے

عید بار بار لوٹ کر آنے والی خوشی کا نام ہے۔عید الفطر اور عید الاضحیہ دونوں عیدیں خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اسکی عبادت بجالا کر منائی جاتی ہیں۔ یہ دونوں عیدیں خدا تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی، باہمی تعاون اور بھائی چارے کی فضا کو فروغ دینے کا باعث ہوتی ہیں۔خوشی کے ان مواقع میں اپنے غریب بھائیوں کو شامل کرنے کی خاص تلقین کی گئی ہے۔اس طرح معاشرے میں باہمی امن کی فضا پیدا ہوتی ہے اور آپسی بھائی چارہ پروان چڑھتا ہے۔دنیا کے ہر قوم و مذہب میں خوشی اور تہوار منانے کی رسم پائی جاتی ہے لیکن ان کے تہوار عموماً شور وغوغا اور بے جا رسم و رواج سے بھرے ہوتے ہیں اور موحول کو بھی آلودہ کرنے کا باعث بنتے ہیں۔لیکن اسلام نے عید کو عبادت میں بڑھنے اور آپس کی دوریوں اور کدورتوں کو دور کرنے کا ایک بہترین ذریعہ بنایا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ نماز عید مسلمانوں کی ثقافت اور دینی عظمت کا مظہر ہوتا ہے اسلئے اس میں مرد عورت، بچے سبھی شامل ہوتے ہیں۔یہ باہمی اتفاق واتحاد اور یکسانیت و یگانگت کا منظر پیش کرتی ہے۔اور آپسی تفرقے اور سماجی نابرابری کو مٹانے کا کام کرتی ہے ۔غریب بھائیوں پر خرچ کرنے کے علاوہ عید پر قومی اور دینی مصالح کے لئے چندہ اکٹھا کیا جاتا ہے۔اس طرح اس سے دین کو تقویت ملتی ہے۔

عید الاضحیہ خاص طور پر حضرت ابراہیمؑ کی عظیم قربانی کی یاد میں منائی جاتی ہے۔اور قربانی کر کے اس بات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ خدا کی راہ میں جو بھی قربانی پیش کرنی پڑیگی اس سے دریغ نہیں کرینگے۔گویا صاحب قربانی اشارہ کی زبان میں اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ جس طرح یہ جانور جو مجھ سے ادنیٰ ہے میرے لئے قربان ہو رہا ہے۔اسی طرح اگر مجھے اعلیٰ چیزوں کے لئے میری جان کی قربانی کی ضرورت پڑے گی تو میں اسے بخوشی قربان کردوگا۔غرض قربانی ایک تصویری زبان ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جانور ذبح کرنے والا اپنے نفس کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہے یعنی خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اور وسیع تر قومی و ملی مفاد کی خاطر اپنی قربانی کی لئے ہمہ وقت تیار رہے گا۔

آجکل کی دنیا میں جہاں انتہا پسندی اور نسل پرستی کے بے شمار واقعات رونما ہو رہے ہیں، امن، شانتی اور آپسی بھائی چارے کو فروغ دینے والا یہ تہوار کافی اہمیت کا حامل ہے۔اسلئے عید کے اجتماع کی حقیقی غرض و غایت کی طرف تمام مسلمانوں کو خصوصی توجہ دیتے ہوئے آپسی انتشار کو ختم کرنا چاہے ۔اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کے لئے اپنے فرستادے حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو مبعوث فرمایا ہے۔ان پر ایمان لانا ہی ایک مسلمان کی حقیقی عید ہے۔کیونکہ خدا تعالیٰ کے منادی کی آواز پر لبیک کہنا اور اپنے آپ کو مومنین کے سعید گروہ میں شامل کرنا ہی ابدی اور اخروی خوشی کا باعث ہے۔خدا تعالیٰ کے امام کی اقتدا میں جو نماز ادا کی جاتی ہے وہی نماز خدا تعالیٰ چاہتا ہے اور وہی اس کی بارگاہ میں مقبول بھی ہوتی ہے۔روحانی لیڈر شپ کی اقتدا کے باعث ہی مسلمان اپنی عظمت رفتہ کو قائم کرسکتے ہیں۔اور اپنی وحدت کی صفوں میں پڑی دراڑوں بھر سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ یہ عید تمام مسلمانوں کو عطا کرے۔اور خدا کی رضا جوئی کی خاطر ندائے آسمانی سے نفرت کو دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

نیاز احمد نائک

قرآن کریم

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذَٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ (البقرۃ ۱۹۷-۱۹۸)

اور اللہ کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو پس اگر تم روک دیئے جاؤ تو جو بھی قربانی میسر آئے (کردو) اور اپنے سروں کو نہ منڈاؤ یہاں تک کہ قربانی اپنی (ذبح ہونے کی) مقررہ جگہ پر پہنچ جائے پس اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو کچھ روزوں کی صورت میں یا صدقہ دے کر یا قربانی پیش کر کے فدیہ دینا ہوگا پس جب تم امن میں آجاؤ تو جو بھی عمرہ کو حج سے ملا کر فائدہ اٹھانے کا ارادہ کرے تو (چاہئے کہ) جو بھی اسے قربانی میں سے میسر آئے (کردے) اور جو (توفیق) نہ پائے تو اسے حج کے دوران تین دن کے روزے رکھنے ہوں گے اور سات جب تم واپس چلے جاؤ یہ دس (دن) مکمل ہوئے یہ (اوامر) اُس کے لئے ہیں جس کے اہل خانہ مسجد حرام کے پاس رہائش پذیر نہ ہوں اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ حج چند معلوم مہینوں میں ہوتا ہے۔ پس جس نے ان (مہینوں) میں حج کا عزم کر لیا تو حج کے دوران کسی قسم کی شہوانی بات بد کرداری اور جھگڑا (جائز) نہیں ہوگا۔ اور جو نیکی بھی تم کرو اللہ اسے جان لے گا اور زادِسفر جمع کرتے رہو۔ یقیناً سب سے اچھا زادِسفر تقویٰ ہی ہے۔ اور مجھ سے ہی ڈرو اے عقل والو۔

انفاخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰہِ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ فِی الْجَنَّۃِ مِثْلَہٗ۔ (مسلم باب فضل بناء المسجد)

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کے لئے جنّت میں اس جیسا گھر تعمیر کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِذَا رَأَیْتُمُ الرَّجُلَ یَعْتَادُ الْمَسْجِدَ فَاشْھَدُوْا لَہٗ بِالْاِیْمَانِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ

(ترمذی ابواب التفسیر سورۃ التوبۃ)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جب تم کسی شخص کو مسجد میں عبادت کے لئے آتے جاتے دیکھو تو تم اس کے مومن ہونے کی گواہی دو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ کی مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کسی مسلمان کو کوئی مصیبت، کوئی دُکھ، کوئی رنج وغم، کوئی تکلیف اور پریشانی نہیں پہنچتی یہاں تک کہ ایک کانٹا بھی نہیں چبھتا مگر اللہ تعالیٰ اس کی اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب ثواب المومن فیما یصیبہ من مرض او حزن)

کلام الامام المہدی علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیّت بہ اخلاص ہو۔ محض لِلّٰہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شرّ کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۱۹۔ ایڈیشن ۱۹۸۵ء مطبوعہ انگلستان)

ایک اَور موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ایک عرصہ ہوا کہ مجھے الہام ہوا تھا وَسِّعْ مَكَانَكَ۔ يَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ یعنی اپنے مکان کو وسیع کر۔ کہ لوگ دُور دُور کی زمین سے تیرے پاس آئیں گے۔ سو پشاور سے مدراس تک تو مَیں نے اِس پیشگوئی کو پُوری ہوتے دیکھ لیا مگر اس کے بعد دوبارہ پھر یہی الہام ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ پیشگوئی پھر زیادہ قوّت اور کثرت کے ساتھ پُوری ہوگی۔ وَاللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ لَا مَانِعَ لِمَآ اَرَادَ۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۲۷)

’’محبت کے عالم میں انسانی روح ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی ہے اور اس کے آستانہ کو بوسہ دیتی ہے۔ ایسا ہی خانہ کعبہ محبانِ صادق کے لئے ایک نمونہ دیا گیا ہے اور خدا نے فرمایا کہ دیکھو یہ میرا گھر ہے اور حجرِ اسود میرے آستانہ کا پتھر ہے اور ایسا حکم اس لئے دیا کہ تا انسان جسمانی طور پر اپنے ولولۂ عشق اور محبت کو ظاہر کرے۔ سو حج کرنے والے حج کے مقام میں جسمانی طور پر اس کے گرد گھومتے ہیں۔ ایسی صورتیں بنا کر گویا خدا کی محبت میں دیوانہ اور مست ہیں‘‘

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۰۰)

امامِ وقت کی آواز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اگر ہم گزشتہ چند صدیوں کی تاریخ کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیں تو ہمیشہ یہ نظر آئے گا کہ اس دَور میں جو جنگیں ہوئیں وہ درحقیقت مذہبی جنگیں نہیں تھیں بلکہ زیادہ تر جغرافیائی اور سیاسی نوعیت کی جنگیں تھیں۔ آج بھی اَقوامِ عالم کے مابین جو تنازعات موجود ہیں وہ دراصل سیاسی، علاقائی اور اقتصادی مفادات کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں اور حالات جو رُخ اختیار کر رہے ہیں اُنہیں دیکھتے ہوئے مجھے ڈر ہے کہ مختلف ممالک کے سیاسی اور اقتصادی تغیرات ایک عالمگیر جنگ پر منتج ہو سکتے ہیں۔ اِن حالات کے نتیجہ میں صرف امیر ممالک ہی نہیں بلکہ غریب ممالک بھی متاثر ہو رہے ہیں۔ اس لیے طاقتور ممالک پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مل بیٹھ کر انسانیت کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کی کوشش کریں۔

...بانی جماعت احمدیہ نے عدل و انصاف اور مذہبی آزادی دینے کی برطانوی حکومت کی پالیسی کی بہت تعریف فرمائی ہے۔ جب بانی جماعت احمدیہ نے ملکہ وکٹوریہ کو اُن کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر مبارکباد دی اور اسلام کا پیغام پہنچایا تو آپؑ نے خاص طور پر دُعا بھی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ برطانوی حکومت کو اِس کی کوششوں کا اَجر عطا فرمائے جو اِس نے عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے کی ہیں۔ پس ہماری تاریخ بتاتی ہے کہ جب بھی سلطنت برطانیہ نے انصاف کا مظاہرہ کیا ہے ہم نے ہمیشہ اس پر شکر گزاری کا اظہار کیا ہے۔ ہم یہ بھی اُمید کرتے ہیں کہ مستقبل میں بھی عدل و انصاف برطانوی حکومت کی پہچان بنا رہے گا صرف مذہبی معاملات میں ہی نہیں بلکہ ہر لحاظ سے۔ ہم یہ اُمید رکھتے ہیں کہ آپ اپنے اُن اوصاف کو فراموش نہیں کریں گے جو ماضی میں آپ کا حصہ رہے ہیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ 2 اگست 2019 بمقام مسجد مبارک اسلام آباد

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمیں آج پھر جلسہ سالانہ یو.کے میں شمولیت کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ گزشتہ ماہ جرمنی، کینیڈا اور امریکہ کا جلسہ ہوا اور دنیا کے اور بھی بہت سارے ممالک میں جلسے ہوئے۔ بڑی شان سے ہم ہر جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور نصرت کے وعدے پورے ہوتے دیکھتے ہیں۔ تاہم یو.کے کے جلسہ سالانہ کی اپنی ایک حیثیت اس لحاظ سے بن چکی ہے کہ دنیا کی نظر اس طرف رہتی ہے۔ اپنوں کی بھی غیروں کی بھی۔ اور ہر ایک لحاظ سے اس جلسہ کو بین الاقوامی جلسہ کی حیثیت دی جانے لگی ہے کیونکہ خلافت کا مرکز یہاں ہے۔ پس اس لحاظ سے دنیا کے مختلف ممالک سے اپنے بھی اور غیر بھی یو.کے کے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہاں جلسہ کے کارکنان کی ذمہ داری بھی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور پھر یہاں جو یہ عارضی شہر بنایا گیا ہے حدیقۃ المہدی میں اس کے انتظامات بھی خاص توجہ کا تقاضا کرتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے جیسا کہ میں کارکنوں کو اُن کی ڈیوٹیوں اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلایا کرتا ہوں تو اس وقت میں اس حوالے سے پہلے بات کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یو.کے میں رہنے والے احمدی بوڑھے جوان بچے عورتیں لڑکیاں گزشتہ ۳۵ سال سے جب سے کہ خلافت کا مرکز یہاں منتقل ہوا اور جلسوں کا انعقاد خلیفہ وقت کی موجودگی میں ہوا جلسے کے انتظامات کر رہے ہیں اور ڈیوٹیاں بڑی خوش دلی سے دے رہے ہیں۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ انتظامات میں یہاں کے کارکنان شاید ربوہ کے کارکنان کی مدد کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ کہاں وہ وقت تھا کہ چار پانچ ہزار افراد کو کھانا کھلانا انتظامیہ کیلئے ایک چیلنج ہوتا تھا اور نوے فیصد روٹی بازار سے خریدی جاتی تھی اور کہاں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے پینتیس چالیس ہزار افراد کیلئے روٹی یہ خود پکاتے ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں روٹی پکتی ہے، میں نے وقتاً فوقتاً چیک بھی کی لوگوں کو بھی پسند آئی اور میں بھی اس روٹی کو پسند کرتا ہوں وہ بہت بہتر ہے اس روٹی سے جو پہلے پکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو جو یہ کام کر رہے ہیں مزید ان کے ہنر میں بھی اضافہ کرے اور ان کو عقل بھی دے اور اس میں بڑھتا چلا جائے کہ جلسہ کے مہمانوں کی پہلے سے بڑھ کر خدمت کرنے والے ہوں۔ اسی طرح لنگر خانہ میں جو کھانا پکانے کی ٹیمیں ہیں وہ اپنے اپنے انچارج صاحبان کے ساتھ بڑی محنت اور لگن سے کام کر رہی ہیں۔ پھر لنگر خانے کے حوالے سے دیگیں دھونے کا شعبہ ہے۔ یہ بھی ایک بہت بڑا اور بڑی محنت و مشقت کا کام ہے قادیان میں تو یہ کام مزدوروں سے مزدوری دے کر کروایا جاتا تھا لیکن یہاں بڑے اخلاص اور جذبے سے کارکن یہ کام کرتے ہیں۔ پھر کھانا کھلانے کا شعبہ ہے اس میں بھی اس دفعہ انہوں نے بہتری کی کوشش کی ہے۔ مارکیاں بڑی کی ہیں تا کہ مہمانوں کو آرام سے اور کم وقت میں کھانا کھلایا جا سکے۔ پھر دوسرے شعبے ہیں نظافت اور صفائی کا شعبہ ہے کار پارکنگ کا شعبہ ہے ٹریفک کا شعبہ ہے جلسہ گاہ کے اندر مختلف شعبہ جات ہیں سیکورٹی کا ایک بہت بڑا اہم شعبہ ہے اور اسی طرح اور متفرق شعبے ہیں اور اپنی اپنی جگہ پر ہر شعبہ ہی بڑا اہم ہے ان تمام شعبوں میں کام کرنے کی کارکنان کو توفیق مل رہی ہے۔ اسی طرح کارکنات ہیں ان کو کام کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو احسن رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جس طرح کہ میں

ہمیشہ کہا کرتا ہوں کارکنوں کو کہ آپ کا کام ہے کہ جس شوق اور جذبے سے آپ نے اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے پیش کیا ہے اس جذبے کو آخر وقت تک قائم رکھیں۔ اس بات کا اظہار کہ اس جذبے کو آپ نے قائم رکھا ہے آپ لوگوں کے چہروں کی مسکراہٹوں اور مہمانوں کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آنے سے ہوگا۔ پس کارکنان اور کارکنات جو اس جلسہ کے مہمانوں کی خدمت پر مختلف جگہوں پر کام کر رہے ہیں اس بات کو ہمیشہ ان کو یاد رکھنا چاہئے وہ اس جلسہ میں دوہرا ثواب کما رہے ہیں اور برکات سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ مہمان نوازی اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہے۔ اتنی پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے قرآن کریم میں دو مرتبہ فرمایا ہے۔ اگر مہمانوں کو کھانا پیش کرنا کوئی معمولی بات ہوتی تو مہمانوں کے آنے کے ذکر پر ہر دفعہ ان کو کھانا پیش کرنے کا ذکر نہ ہوتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ اس بارے میں ہمارے سامنے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والوں کو جن تین باتوں کے کرنے کا حکم فرمایا ہے وہ سب ایسی ہیں جو ایک دوسرے کے حقوق سے تعلق رکھتی ہیں معاشرے کو پرامن بنانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ اچھی بات کرو یا خاموش رہو فضول قسم کی باتیں کر کے بدامنی پیدا نہ کرو آپس میں رنجشیں پیدا نہ کرو۔ ایک مؤمن لغو اور بیہودہ باتیں نہیں کرتا۔ دوسرے یہ کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرو کہ پڑوسی کا بہت بڑا حق ہوتا ہے کہ اس کی عزت کی جائے اور اس کا خیال رکھا جائے۔ اور تیسری بات یہ بتائی کہ اپنے مہمان کا احترام کرو۔ اب یہ خاص طور پر میزبانوں کے لئے ہے۔ ایک حسین اور پرامن معاشرے کے قیام کے لئے یہ بنیاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے یہ حکم ہیں اور مؤمن کی یہ نشانی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب زیادہ مہمان آتے تھے تو صحابہ میں بانٹ دیا کرتے تھے اور پھر مہمانوں سے پوچھا بھی کرتے تھے کہ کیا تمہارے بھائیوں نے تمہاری مہمان نوازی اچھے طور پر کی اور پھر صحابہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ تھے آپ سے فیض پانے والے تھے وہ ایسی مہمان نوازی کرتے تھے کہ مہمان جواب دیا کرتے تھے کہ ہمیں ہمارے میزبانوں نے اپنے سے بہتر کھلایا اور اپنے سے بہتر کھلایا۔ تو یہ طریق تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی مہمان نوازی کے۔

حضور انور نے فرمایا: ہم تو اسی بات پر مقرر کئے گئے ہیں کہ ان مہمانوں کی خاص طور پر مہمان نوازی کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کے وسائل میں بھی پہلے سے بہت زیادہ کشائش پیدا کر دی ہے اور جماعتی نظام کے تحت بھی مہمان نوازی ہوتی ہے لیکن صحابہ کے حالات تو ایسے نہیں تھے نہ کوئی مرکزی انتظام تھا اور ان کے ذاتی حالات بھی ایسے نہیں تھے کہ ان کو کشائش ہو بلکہ ایسے واقعات ملتے ہیں کہ بچوں کو بھی بھوکا سلا دیا خود بھی میاں بیوی بھوکے رہے اور مہمان کو جو تھوڑا بہت کھانا تھا وہ کھلا دیا اور پھر ان کے اس فعل کو اللہ تعالیٰ نے بھی خوب سراہا اور خوش ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی اس خاص واقعہ کی۔ پس وہ لوگ جن کا اسوہ ہمیں اپنانے کا حکم ہے وہ قربانی کر کے مہمان نوازی کیا کرتے تھے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں بہت سے افراد ہیں جو قربانی کے جذبے سے مہمان نوازی کرتے اور یہی ہمیں کرنی چاہئے۔ کارکنان جو ڈیوٹی پر ہیں انہیں چاہئے کہ ان میں سے ہر ایک سو فیصد قربانی کے جذبے سے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مہمان نوازی کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایسے بہت سے واقعات ہیں جن سے آپ کی مہمانوں کی دلداری اور مہمان نوازی کے اعلیٰ معیار نظر آتے ہیں۔

ایک دفعہ جب دور دراز کے ایک علاقے سے آئے ہوئے مہمان لنگرخانے کے کارکنوں کے انکار کی وجہ سے ناراض ہو کر واپس چلے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کا پتا چلا تو بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل تھا جلدی جلدی ان کے پیچھے چلے گئے۔ وہ لوگ ٹانگے پر جا رہے تھے بہرحال ان لوگوں نے جب دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا رہے ہیں ان کو آتے دیکھا تو ٹانگہ کھڑا کر دیا اور ٹانگے سے اترے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے معذرت کی اور واپس چلنے کو کہا اور ان کا ٹانگہ واپس موڑا۔ آپ نے ان سے کہا کہ آپ ٹانگے

پر بیٹھ جائیں اور میں آپ کے ساتھ ساتھ پیدل چلتا ہوں۔ مہمان بھی شرمندہ ہوئے اور تانگے پر نہ بیٹھے بلکہ پیدل ہی چلتے رہے آخر جب وہ لوگ واپس لنگر خانے آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ان کا سامان اتارنا شروع کیا۔ اس پر خدام جو پہلے ہی شرمندہ ہو رہے تھے وہ فوری طور پر آگے بڑھے اور ان مہمانوں کا سامان اتارا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت تک وہاں موجود رہے جب تک کہ ان کی رہائش اور کھانے کا تسلی بخش انتظام نہیں ہو گیا۔ آپ نے اپنے کارکنوں کو فرمایا کہ دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوتے ہیں بعض کو تم پہچانتے ہو بعض کو نہیں اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاحترام جان کر ان کی تواضع اور خدمت کرو۔ فرمایا تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمان کو آرام دیتے ہو۔ پس یہ حسن ظن ہم نے آج بھی قائم رکھنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اس کے بعد میں مہمانوں کو بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں ایک تو یہ کہ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا سب کا فرض ہے مہمانوں کا بھی میز بانوں کا بھی۔ جہاں اسلام ہمیں مہمانوں کی عزت اور تکریم کا حکم دیتا ہے تو ساتھ ہی مہمانوں کو بھی حکم دیتا ہے کہ تم زیادہ بوجھ میز بان پر نہ بنو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ لمبا کسی کے ہاں مہمان ٹھہرنا گھر والے پر بوجھ بننا۔ وہ اسی طرح ہے گویا تم صدقہ لے رہے ہو۔ ہر ایک کے حالات ایسے نہیں ہوتے کہ شروع سے آخر تک ایک جیسی مہمان نوازی کر سکے تو مہمان کو بھی یہ حکم ہے کہ تم بھی گھر والوں کا خیال رکھو۔ یہاں انتظامیہ کو میں یہ بھی کہہ دوں کہ ہمارے جلسہ پر آئے ہوئے مہمان اگر ایک مہینہ بھی ٹھہرتے ہیں تو ان کی مہمان نوازی کرنی ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ تین یا چار دن کے بعد ہم نے مہمان نوازی ختم کر دینی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کاموں کے حوالے سے لنگر خانے کے قیام کو بھی ایک شاخ قرار دیا ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر میں آنے والوں کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہونا چاہئے۔ پھر ایک حکم حسین معاشرے کا ہے جس پر مہمانوں کو خاص طور پر اس جلسہ کے ماحول میں عمل کرنا چاہئے وہ ہے سلام کو رواج دینا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں جانے والوں کی ایک خصوصیت یہ بھی بتائی تھی کہ وہ سلام کو رواج دینے والے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے تم ان کو سلام کرو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جلسے کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بیان فرمایا تھا کہ تا کہ لوگ جمع ہوں اور اس طرح جمع ہونے سے محبت کا رشتہ اور تعارف کا رشتہ آپس میں بڑھے۔ اس سے آپس میں رنجشیں بھی دور ہوں گی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جلسہ میں آکر اس مقصد کو پورا کرنے کی بھی کوشش ہونی چاہئے کہ دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے۔ پس اس محبت کے حصول کے لئے جلسہ کے پروگرام میں خاص طور پر شامل ہوں اسے سنیں غور کریں۔ جلسے کے دوران بھی اور چلتے پھرتے بھی ذکر الٰہی کرتے رہیں اور نماز باجماعت خاص فکر اور توجہ سے ادا کریں اور نوافل اور تہجد پڑھنے کی طرف بھی توجہ دیں۔ خاص طور پر جن کا یہاں قیام ہے وہ اس ماحول کو پاکیزہ تر کرنے کی کوشش کرتے چلے جائیں اپنی حالتوں میں بہتری پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

اسی طرح انتظامی لحاظ سے مہمان اس بات کا خیال رکھیں کہ عارضی اور وسیع انتظام میں بعض کمیاں رہ جاتی ہیں اگر کہیں ایسی صورت دیکھیں تو صرف نظر کریں۔ لیکن مہمانوں کا بھی کام ہے کہ کمزوریوں کو صرفِ نظر کریں اور اگر ایسی کمیاں دیکھیں تو کارکنوں کا ہاتھ بٹائیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض مہمان بڑے شوق سے خود میز بان بن کر کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور یہی جذبہ ایک احمدی میں ہونا چاہئے اور یہی وہ حقیقی روح ہے جو آپس کے پرخلوص معاشرے کو قائم کرتی ہے مہمان صرف کارکنان کو آزمانے اور امتحان لینے میں اپنا وقت ضائع نہ کریں بلکہ اگر ضرورت ہو تو ہر شعبہ میں جیسا کہ میں نے کہا مددگار بن جائیں۔ اسی طرح پارکنگ وغیرہ میں بھی بعض دفعہ رَش کی صورت میں ہنگامی صورت پیدا ہو جاتی ہے ایسے حالات میں کاروں پر آنے والے صبر اور حوصلے سے انتظامیہ سے مکمل تعاون کریں۔ اسی طرح داخلی راستوں پر جہاں سکیننگ وغیرہ کا انتظام ہے وہاں ہر ایک کو مکمل طور پر صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

پھر جلسہ گاہ میں بیٹھنے والے اپنے دائیں بائیں نظر رکھیں اسی طرح چلتے پھرتے ہوئے بھی اپنے ماحول پہ نظر رکھیں سیکورٹی کے حوالے سے انتظامیہ جو بھی ہدایت دے اس پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں اور سب سے بڑھ کر یہ

کہ جلسہ کی کامیابی اور اپنے جلسہ میں آنے کے مقصد کو پورا کرنے اور ہر شریر کی شرارت سے بچنے کے لئے مستقل دعا کرتے رہیں۔ ان دنوں میں پاکستان میں بھی احمدیوں کے حالات کے متعلق دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی امن کی زندگی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ مخالفین کے نئے یا پرانے منصوبوں کو ناکام و نامراد کر دے۔

حضور انور نے فرمایا: اسکے علاوہ ایک اعلان ہے، ایم.ٹی.اے کی طرف سے۔ ان کی آج ایک نئی ایپ لانچ ہوگی، جو سمارٹ ٹی.وی ایپ ہے۔ کسی بھی ملک میں اب اس ایپ کو ڈاؤنلوڈ کر کے ایل.جی. فلپس، ایمازون فائر ٹی.وی، سونی اور اینڈرائڈ کے ٹی.وی سیٹس پر ڈش انٹینا کے بغیر بھی ایم.ٹی.اے کے تمام چینلز دیکھے جاسکتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے جو باہر کے رہنے والے ہیں وہ اس سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔ ابھی جمعہ کے بعد میں اس کو لانچ بھی کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور آپ سب کو اس سے بھرپور استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔

Contact (O) 04931-236392
09447136192

C. K. Mohammed Sharief
Proprietor

CEEKAYES TIMBERS
&

C. K. Mubarak Ahmad
Proprietor Contact : 09745008672

C. K. WOOD INDUSTRIES

VANIYAMBALAM - 679339
DISTT.: MALAPPURAM KERALA

اسلام میں سزا کا مقصد

عزیز ساحل ملک
متعلم درجہ ثانیہ
جامعہ احمدیہ قادیان

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ (سورۃ الشوریٰ آیت:۴۱)

اور بدی کا بدلہ کی جانے والی بدی کے برابر ہوتا ہے۔ پس جو کوئی معاف کرے بشرطیکہ وہ اصلاح کرنے والا ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

اسلام میں کسی غلط حرکت کرنے والے، نقصان پہنچانے والے سے چاہے کہ وہ چھوٹی سطح پر نقصان پہنچانے والا ہو یا بڑے پیمانے پر نقصان پہنچانے والا ہو ہر ایک سے ایسا سلوک کرنے کی تعلیم ہے۔ جو اس کی اصلاح کا پہلو لئے ہوئے ہو۔ اسلام سزا کا تصور ضرور ہے لیکن ساتھ معافی اور درگزر کا بھی حکم ہے۔ اس آیت میں جیسا کہ آپ نے سنا یہی حکم ہے کہ بدی اور برائی کرنے والے کو سزا دو لیکن اس سزا کے پیچھے بھی یہ محرک ہونا چاہئے کہ اس سزا سے بدی کرنے والے یا نقصان پہنچانے والے اور جرم کرنے والے کی اصلاح ہو۔ پس جب اصلاح مقصد ہے تو پھر سزا دینے سے پہلے یہ سوچو کہ کیا سزا سے یہ

مقصد حل ہوجاتا ہے۔ اگر سوچنے کے بعد بھی مجرم کی حالت دیکھنے کے بعد بھی اس طرف توجہ پھرتی ہے کہ اس مجرم کی اصلاح تو معاف کرنے سے ہوسکتی ہے تو پھر معاف کر دو یا اگر سزا دینے سے ہوسکتی ہے تو سزا دو۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ معاف کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین اجر کا وارث بنائے گا۔ آخر پر إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ کہہ کہ یہ بھی واضح کر دیا کہ اگر سزا میں حد سے بڑھنے کی کوشش کروگے تو ظالموں میں شمار ہوگے۔

بہر حال یہ بنیادی قانون اور اصول سزا اور اصلاح کا قرآن شریف میں پیش ہوا ہے جو ہماری انفرادی زندگی کے معاملات پر بھی حاوی ہے۔ اور حکومتی معاملات میں بھی بلکہ بین الاقوامی معاملات میں معاشرے کی اصلاح کے لئے بھی یہ بنیاد ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ میں نے بتایا کسی مجرم کو سزا دینے کا اصل مقصد اصلاح ہے، اور اخلاقی بہتری ہے۔ پس اسلام کہتا ہے کہ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے صرف سزا پر زور نہ دو بلکہ اصلاح پر زور دو۔ اگر چہ سمجھتے ہو کہ معاف کرنے سے اصلاح ہوگی تو معاف کر دو۔ اگر حالات و واقعات یہ کہتے ہیں کہ سزا دینے سے اصلاح ہوگی تو سزا دو۔ لیکن سزا میں اس بات کا بہر حال خاص طور پر خیال رکھنا ہوگا کہ سزا جرم کی مناسبت سے ہو ورنہ اگر جرم سے زیادہ سزا ہے تو یہ ظلم اور زیادتی ہے اور ظلم اور زیادتی کو خدا تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

پس اسلام میں پہلے مذاہب کی طرح افراط اور تفریط نہیں ہے۔ اس کے اعلیٰ ترین نمونے ہمیں آنحضرتؐ کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔ جب آپؐ نے دیکھا کہ مجرم کی اصلاح ہوگئی ہے تو اپنے انتہائی ظالم دشمن کو بھی معاف فرمادیا۔ آپؐ پر، آپؐ کی اولاد پر، آپؐ کے صحابہ پر کیا کیا ظلم نہیں ہوئے لیکن جب دشمن معافی کا طالب ہوا اور خدا اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کیا تو آپؐ نے سب کچھ بھول کر معاف فرمادیا۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرتؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر مکہ سے ہجرت کے وقت ایک ظالم شخص ھبار بن الاسود نے نیزہ سے قاتلانہ حملہ کیا۔ وہ اس وقت حاملہ تھیں۔ اس حملے کی وجہ سے آپ کو زخم بھی آئے اور آپ کا حمل بھی ضائع ہوگیا۔ آخر کار یہ زخم آپ کیلئے جان لیوا ثابت ہوئے۔ اس جرم کی وجہ سے اس شخص کے خلاف قتل کا فیصلہ دیا گیا۔

فتح مکہ کے موقع پر یہ شخص بھاگ کر کہیں چلا گیا۔ لیکن بعد میں جب آنحضرتؐ واپس مدینہ تشریف لے آئے تو ھبار مدینہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں آپ سے ڈر کر فرار ہوگیا تھا۔ جرم میرے بہت بڑے بڑے ہیں۔ میرے قتل کی سزا آپ دے چکے ہیں۔ لیکن آپ کے عفو اور رحم کے حالات پتا چلے تو یہ چیز مجھے آپ کے پاس لے آئی ہے۔ مجھ میں اتنی جرأت پیدا ہوگئی کہ باوجود اس کے کہ مجھ پر سزا کی حد لگ چکی ہے لیکن آپ کا عفو، معاف کرنا اتنا وسیع ہے کہ اس نے مجھ میں جرائت پیدا کی اور میں حاضر ہوگیا۔

کہنے لگا اے اللہ کے نبی ہم جہالت اور شرک میں ڈوبے ہوئے تھے۔ خدا نے ہماری قوم کو آپ کے ذریعہ سے ہدایت دی اور جہالت سے بچایا۔ میں اپنی زیادتیوں اور جرموں کا اعتراف کرتا ہوں۔ میری جہالت سے صرف نظر فرمائیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنی صاحبزادی کے اس قاتل کو بھی معاف فرمادیا اور فرمایا جا ھبار اللہ کا تجھ پر احسان ہے کہ اس نے تجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور سچی توبہ کرنے کی توفیق دی۔

(سیرت الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۶)

اسی طرح اور ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک شاعر کعب بن زہیر تھا جو مسلمان خواتین کے بارے میں بڑے گندے اشعار کہا کرتا تھا اور ان کی عصمت پر حملے کیا کرتا تھا۔ اس کی بھی سزا کا حکم ہوچکا تھا۔ جب مکہ فتح ہوا تو کعب کے بھائی نے اسے لکھا کہ مکہ فتح ہوچکا ہے بہتر ہے کہ تم محمد رسول اللہؐ سے معافی مانگ لو۔ چنانچہ وہ مدینہ آکر اپنے ایک جاننے والے کے ہاں ٹھہرا اور فجر کی نماز مسجد نبوی میں جا کر آنحضرت ﷺ کے ساتھ ادا کی اور پھر اپنا تعارف کرائے بغیر کہا کہ یا رسول اللہ کعب بن زہیر تائب ہو کر آیا ہے اور معافی چاہتا ہے۔ اگر ہو تو اسے آپ کے خدمت میں پیش کیا جائے۔ آپؐ کیونکہ اس کی شکل سے واقف نہیں تھے۔ اسے جانتے نہیں تھے یا ہوسکتا ہے اس وقت کپڑا اوڑھا ہوا ور باقی صحابہ نے بھی نہ پہچانا ہو۔ بہر حال وہاں کسی

نے اسے پہچانا نہیں۔ اس لئے آپؐ نے فرمایا ہاں آ جائے تو اس نے کہا کہ میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔ اس پر ایک انصاری اٹھے اور اسے قتل کرنے لگے کیونکہ اس جرموں کی وجہ سے اس پر بھی قتل کی حد لگ چکی تھی۔ لیکن آنحضرت ﷺ کمال شفقت فرماتے ہوئے فرمایا کہ اب اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ معافی کا خواستگار ہو کر آیا ہے۔ پھر اس نے ایک قصیدہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی ایک خوبصورت چادر انعام کے طور پر اسے دے دی۔ پس یہ دشمن جس کی سزا کا حکم ہو چکا تھا آپؐ کے دربار سے نہ صرف جان بخشوا کر گیا بلکہ انعام لے کر بھی لوٹا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول کریمؐ کو زہر دے کر قتل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا اور ایک سریع الاثر زہر بہت بڑی مقدار میں بکری کی ران کے گوشت ساتھ پکا کر حضورؐ کی خدمت میں سلام بن مشکم کی بیوی زینب کے ذریعہ تحفہ بھجوایا گیا۔ آنحضرتؐ کو یہ کھانا پیش کیا گیا آپؐ نے پہلا نوالہ منہ میں ڈالا ہی تھا کہ زہر کا احساس ہو گیا۔ ایک صحابی حضرت بشیر نے لقمہ نگل لیا جو کچھ عرصہ بعد اس زہر کے مہلک اثرات سے جانبر نہ ہو سکے اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔ رسول کریم ﷺ نے اس عورت اور دوسرے یہودیوں کو بلوایا اور پوچھا کہ اے یہود! سچ سچ بتاؤ کہ تم نے اس گوشت میں زہر کیوں ڈالا؟ وہ عورت کہنے لگی کہ ہم نے سوچا کہ اگر آپ ﷺ سچے نہیں تو آپ سے نجات مل جائے گی اور اگر سچے ہیں تو زہر آپ پر اثر نہیں کرے گا۔ اب مجھ پر کھل گیا ہے کہ آپ سچے ہیں اور میں یہاں موجود سب لوگوں کو گواہ ٹھہرا کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتی ہوں۔ رسول کریم ﷺ نے اسے بھی معاف فرما دیا۔

(بخاری کتاب الطب و تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۵۲)

تو اس واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے بھی کوئی انتقام لینا پسند نہ فرمایا حالانکہ آخری عمر تک اس زہر کے اثر سے تکلیف محسوس فرماتے رہے۔ چنانچہ جب آپ ﷺ آخری بیماری میں آخری سانس لے رہے تھے تو حضرت عائشہؓ سے فرمانے لگے کہ اے عائشہ! میں اب تک اس زہر کی اذیت محسوس کرتا رہا ہوں جو خیبر میں یہودیوں نے مجھے دیا تھا۔

(بخاری کتاب المغازی)

واجب القتل مجرموں میں وحشی بن حرب نام کا ایک شخص تھا جس نے اپنی غلامی سے آزادی کے لالچ میں غزوہ احد میں سامنے آ کر مقابلہ کرنے کے بجائے چھپ کر اسلامی علمبردار حضرت حمزہؓ پر قاتلانہ حملہ کر کے انہیں شہید کیا تھا۔ فتح مکہ کے بعد یہ طائف کی طرف بھاگ گیا بعد میں جب مختلف علاقوں سے سفارشی وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے تو وحشی کو کسی نے مشورہ دیا کہ نبی کریم ﷺ سفارشی نمائندوں کا بہت احترام کرتے ہیں اس لئے بجائے چھپ چھپ کر زندگی گزارنے کے تم بھی کسی وفد کے ساتھ دربار نبی ﷺ میں حاضر ہو کر عفو کی بھیک مانگلو۔ چنانچہ وہ طائف کے سفارشی وفد کے ساتھ آیا اور حضور ﷺ سے آپؐ کے چچا کی قتل کی معافی چاہی۔ آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم وحشی ہو؟ اس نے کہا جی حضور ﷺ! اب میں اسلام قبول کرتا ہوں آپؐ نے فرمایا کیا حمزہؓ کو تم نے قتل کیا تھا۔ اس نے اس بات میں جواب دیا تو آپؐ نے اس واقعہ کی تفصیل پوچھی۔ اس نے بتایا کہ کس طرح تاک کر اور چھپ کر ان کو نیزا مارا اور شہید کیا۔ یہ سن کر رسول کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ شائد اس وقت آپؐ کو حضرت حمزہؓ کے احسانات بھی یاد آئے ہوں گے جو ابوجہل کی ایذاؤں کے مقابل پر آپؐ کی سپر بن کر اسلام کی کمزوری کے زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے اور آخر دم تک نبی کریمؐ کے دست بازو بنے رہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر جزبات میں کس طرح تلاطم برپا ہو سکتا ہے اس کا اندازہ اہل دل ہی کر سکتے ہیں۔ مگر دوسری طرف وحشی قبول اسلام کا اعلان کر کے عفو کا طالب ہو چکا تھا۔ تب آپؐ نے کمال شفقت اور حوصلہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ اے وحشی! میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ کیا تم اتنا کر سکتے ہو کہ میری نظروں کے سامنے نہ آؤ۔

(سیرت الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۹ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۹۴)

دشمن اسلام صفوان بن امیہ مشرکین مکہ کے ان سرداروں میں سے تھا جو عمر بھر مسلمانوں سے نبرد آزما رہے اور فتح مکہ کے موقعہ پر عکرمہ کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے اعلان امن کے باوجود خالد بن ولید کی سلامی دستے پر حملہ آور ہوئے تھے مگر اسے باوجود نبی کریمؐ نے صفوان کے لئے بطور خاص کسی سزا کا اعلان نہیں فرمایا۔ مکہ فتح ہونے کے بعد یہ سخت نادم اور شرمندہ ہو کر یمن

کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ کیونکہ اپنے جرائم سے خوب واقف تھا۔ اور اپنے خیال میں ان کی معافی کی کوئی صورت نہ پاتا تھا۔ اس کے چچا عمیر بن وھب نے نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہؐ آپؐ نے تو ہر اسود و احمر کو امان دے دی ہے اپنے چچازاد کا بھی خیال کیجئے اور اسے معاف فرمائیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ابن خطل کی دو مغنیہ (گانے والی عورتیں) تھیں جو اعلانیہ اس کی کہی ہوئی ہجو گایا کرتیں اور اشاعت فاحشہ کی مرتکب ہوتیں۔ اس لیئے اس کے ساتھ اس کی دونوں مغنیات بھی سزائے موت کی سزاوار قرار پائیں۔

ان دونو میں سے ایک تو قتل ہو گئ۔ دوسری سارہ نامی کہیں بھاگ گئ اور جب رسول کریمؐ سے اس کے لئے معافی و امان طلب کی گئ تو آپ نے اسے بھی معاف فرمادیا اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔

(سیرت الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۷)

تو اس طرح کے اور بھی بہت واقعات ہیں جو آپؐ کی زندگی میں ملتے ہیں۔ جب آپ نے اصلاح کے بعد اپنے ذاتی دشمنوں کو بھی معاف فرمادیا۔ اپنے قریبی رشتداروں کے دشمن کو بھی معاف فرمایا اور اسلام کے دشمن کو بھی معاف فرمایا۔ لیکن جہاں اصلاح کیلئے سزا کی ضرورت تھی۔ اگر سزا کی ضرورت پڑی تو آپؐ نے سزا بھی دی۔ تو اس اہم حکم کی اہمیت کے پیش نظر اصل مقصد یہ ہے کہ تم نے اصلاح کرنی ہے نہ کہ انتقام لینا ہے۔

پس یہ بنیادی بات جو اسلام کی سزاؤں کے فلسفے میں ہے کہ نیکی کیا ہے۔ یہ تم نے تلاش کرنی ہے اور اصلاح کس طرح ہوسکتی ہے۔ بعض دفعہ معاف کرنا نیکی بن جاتا ہے جس سے اصلاح ہوگئی لیکن بعض دفعہ معاف کرنا برائی بن جاتا ہے کہ غلطی کرنے والا اپنی غلطیوں پر اور بھی شیر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ سزا دینا نیکی بن جاتا ہے۔ یہ اس شخص پر نیکی کرنا بھی ہے کیونکہ سزا کے ذریعہ سے اسے برائیوں سے روکنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ وہ برائیوں سے بچ کر اپنی آئندہ زندگی کو برباد ہونے سے بچائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حکمت عملی کے ساتھ فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

***

مقام حضرت مسیح موعودؑ

قرآن کریم، احادیث اور بزرگانِ سلف کے فرمودات کی روشنی میں

طاہر احمد چیمہ صاحب
استاد جامعہ احمدیہ قادیان
تقریر برموقعہ
یوم مسیح موعود علیہ السلام
بمقام مسجد اقصیٰ قادیان

أشھد ان لا الٰہ الّا اللّٰہ وحدہٗ لا شریك لہٗ و اشھد ان محمّدًا عبدہٗ و رسولہ

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَلَوۡ کَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ ○ (الصف: ۱۰)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے دین کے ہر شعبہ پر کلیۃً غالب کردے خواہ مشرک بُرا منائیں۔

صاحب صدر و معزز سامعین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج کی اس بابرکت مجلس میں خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے

"قرآن کریم، احادیث اور بزرگان سلف کے فرمودات کی روشنی میں مقام حضرت مسیح موعودؑ"۔

سامعین حضرات! آخری زمانہ کے متعلق گزشتہ نوشتوں، قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ میں متعدد پیشگوئیاں، اخبار و آثار وارد ہوئے ہیں۔ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے عالم اسلام کے تنزل اور ادبار کے زمانہ میں ایک مسیح و مہدی کے آنے کی بشارت دی تھی۔ وہ مسیح و مہدی آپؐ کے روحانی فرزند اور خلیفہ کے رنگ میں ظاہر ہونا تھا۔ اس مسیح و مہدی نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں احیائے دین اور قیام شریعت کا علم بلند کرنا تھا اور خدا نے اس کے ذریعہ تمام ملتوں کے مقابل روئے زمین پر اسلام کو غالب کرنا تھا۔ اس آنے

والے مسیح و مہدی کی تائید و نصرت کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری تھا تاکہ عظیم مقاصد پورے ہو سکیں۔

بانئ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ اس بات کے مدعی ہیں کہ آپ وہی مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں جن کے ظہور کے متعلق قرآن کریم، احادیث نبویہ اور اقوال بزرگان اُمت میں پیشگوئیاں موجود ہیں اور آپؑ نے باذن الٰہی اپنا وہی مقام بیان فرمایا ہے جو ان پیش خبریوں میں آنے والے مسیح اور مہدی کا بیان کیا گیا ہے اور جماعت احمدیہ آپ کو آپ کے جملہ دعاوی میں سچا جانتی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ خود اپنے مقام و مرتبہ کا بہت مختصر اور اجمالی ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اُس کی طرف سے مسیح موعود و مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ہے ان دونوں ناموں سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے اپنے بلاواسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا اور پھر زمانے کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔"

(اربعین حصہ اوّل، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۴۵)

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اَب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم، احادیث نبویہ اور اقوال بزرگان وعلماء امت کی روشنی میں آنے والے مہدی اور مسیح کے مقام کی وضاحت کر دی جائے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الجمعۃ آیت نمبر ۳، ۴ میں آنحضور ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں سے انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اُس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور اُنہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اُسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا اور صاحب حکمت ہے۔

ان آیات میں آنحضرت ﷺ کی دو بعثتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کی ایک بعثت عرب کے امیوں میں ہوئی اور دوسری بعثت وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے مطابق آخرین میں مقدر تھی۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ سے یہ دریافت فرمایا کہ یہ آخرین کون لوگ ہیں جن میں حضور ﷺ کی دوسری بعثت ہوگی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے مجلس میں موجود حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعۃ) اگر ایمان ثریا ستارہ پر بھی چلا گیا تو ایک فارسی الاصل شخص یا اشخاص اس ایمان کو دوبارہ دنیا میں قائم کریں گے۔

اس آیت میں آخر زمانہ میں ظاہر ہونے والے فارسی الاصل شخص کی بعثت کو آنحضرت ﷺ کی بعثت قرار دیا گیا ہے گویا آنے والا موعود آنحضرت ﷺ کا ظل کامل ہوگا۔

بارہویں صدی کے مجدد حضرت ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "الخیر الکثیر" میں آنے والے مسیح کے بارے میں فرماتے ہیں:

"امت محمدیہ میں آنے والے مسیح کا یہ حق ہے کہ اس میں سید المرسلین آنحضرت ﷺ کے انوار کا انعکاس ہو۔ عوام کا یہ خیال ہے کہ مسیح جب تشریف لائیں گے تو وہ صرف ایک امتی ہوں گے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اس جامع محمدی کی پوری تشریح ہوگا اور اسی کا دوسرا نسخہ ہوگا۔"

(الخیر الکثیر صفحہ ۷۲)

پھر سورۃ الصف آیت نمبر ۱۰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

ترجمہ: وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا تاکہ وہ اسے تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ اسلام کا ادیان باطلہ پر غلبہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اس آیت کے اصل مصداق آنحضرت ﷺ ہی ہیں لیکن وہ موعود غلبہ مسیح اور مہدی کے زمانہ میں ظاہر ہونا تھا اس لئے مسیح اور مہدی کو آنحضرت ﷺ سے جدا نہیں سمجھا گیا بلکہ اس کا آنا آنحضرت ﷺ کا آنا قرار دیا ہے

پس اس آیت سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ امت میں ظاہر ہونے والے مسیح اور مہدی بباعث باطنی تقویٰ کے آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند اور ظل کامل ہوں گے۔ اس لئے اس کے زمانہ میں ظاہر ہونے والے غلبہ کو آنحضرت ﷺ کا غلبہ قرار دیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی۔''

(تریاق القلوب صفحہ ۲۳۲)

پھر اللہ نے قرآن کریم کی سورۃ الصّف کی آیت نمبر ۷، ۸ میں بیان فرمایا ہے:

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَہُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا ہٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَہُوَ یُدْعٰۤی اِلَی الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸﴾

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں، جو (کلام) میرے آنے سے پہلے نازل ہو چکا ہے یعنی تورات، اس کی پیشگوئیوں کو میں پورا کرتا ہوں اور ایک ایسے رسول کی بھی خبر دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ پھر جب وہ رسول دلائل لے کر آ گیا تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا کھلا فریب ہے اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور اللہ ظالموں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''اس آیت میں آنحضرت ﷺ کی شان احمدیت کے ظہور کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے۔ آپ ﷺ، محمد کے طور پر بھی جلوہ گر ہوئے جس کی پیشگوئی حضرت موسیٰ نے فرمائی اور احمد کے طور پر بھی جس کی پیشگوئی حضرت عیسیٰ نے فرمائی۔''

پھر فرماتے ہیں:

''اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بروزی رنگ میں شان احمدیت کے ساتھ ایک موعود کے رنگ میں بعثت کی بشارت دی تھی جو اپنے وقت پر پوری ہو چکی ہے۔''

سورۃ الصّف کی آیت نمبر ۹ میں اسی مضمون کے تسلسل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ﴿۹﴾ (سورۃ الصّف: آیت۹)

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔

اس آیت کے معنوں میں اُس موعود کے ظہور کا وقت بھی بتایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ خود بیان فرماتے ہیں:

''اس آیت میں تصریح سے سمجھایا گیا ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں پیدا ہوگا کیونکہ اتمام نور کے لئے چودھویں رات مقرر ہے۔''

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۲۴)

معزز سامعین! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تصریح کے ساتھ مسیح موعودؑ کے مقام و مرتبہ اور اس کے کاموں کا ذکر کیا ہے۔ آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اس بارہ میں آنحضرت ﷺ کے ارشادات میں کیا صراحت ملتی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم (یعنی مثیل مسیح) تم میں مبعوث ہوگا جو تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے وہ تمہاری امامت کے فرائض انجام دیگا۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ آنے والا مسیح

مسلمانوں کاامام ہوگااور ایساہر گز نہیں کہ وہ امام کسی دوسری قوم سے تعلق رکھنے والا ہوگا بلکہ اسلام کا ہی پیرو ہوگا۔

پھر ایک اور حدیث میں مسیح موعود کے کام اور مشن کا ذکر کچھ اس طرح آیا ہے:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تک عیسیٰ ابن مریم جو منصف مزاج حاکم اور عادل امام ہوں گے مبعوث ہو کر نہیں آتے قیامت نہیں آئیگی (جب وہ مبعوث ہونگے تو) وہ صلیب کو توڑ ینگے خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کے دستور کو ختم کریں گے اور ایسا مال تقسیم کریں گے جسے لوگ قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہونگے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ ابن مریم وخروج یاجوج وماجوج)

مسلمانوں نے اپنی کم عقلی کی بناء پر اس حدیث کے مفہوم کو بالکل نہیں سمجھا اور آنے والے مسیح کے بارے میں غلط عقیدے لوگوں میں سرایت کر گئے ۔لوگ یہ ماننے لگے کہ مسیح ظاہری طور پر صلیب کو چن چن کر توڑیگا اور ظاہری طور پر خنزیروں کو تلاش کر کے ان کا قتل کریگا۔ ایسا سمجھنا کوتاہ فہمی اور قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔

پھر ایک اور حدیث میں آنے والے مسیح موعود اور امام کی بیعت کا تاکیدی حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے: اَے مسلمانو! جب تمہیں اس کا علم ہو جائے تو فوراً اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف پر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ (سنن ابوداؤد باب خروج المھدی)

اس سے اندازہ لگائیں کہ آنے والے موعود پر ایمان لانے کی کس قدر تاکید ہے۔ عرب تپتی دھوپ میں گرم ترین صحراء میں کئی کئی دن سفر کر لیتے تھے اور گرمی ان کیلئے قابل برداشت تھی۔ اس حدیث میں گرم تپتے صحراؤں میں سے گزرنے کی تو تاکید نہیں کی گئی کیونکہ عربوں کیلئے گرمی برداشت کرنا کوئی مشکل امر نہ تھا۔ تاکید کی گئی تو برف پر سے گھٹنوں کے بل جانے کی کیوں کہ یہ کام واقعی عربوں کیلئے جو گرم علاقہ کے عادی ہیں مشکل ترین تھا۔ اور ایک عمومی نصیحت و وصیت اس بات میں یہ مضمر تھی کہ مسیح و مہدی کا مقام و مرتبہ اتنا بلند ہے مصائب و مشکلات برداشت کر کے بھی اس کی بیعت کرنا اور یہ وعید بھی اس میں پنہاں تھی کہ گردن میں اسکی اطاعت کے جوئے کو نہیں ڈالا تو جہالت کی موت سے دوچار ہو جاؤ گے۔

معزز سامعین! آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

مَثَلُ اُمَّتِی مَثَلُ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُہ خیر ام آخِرُہ

(مشکوۃ کتاب الرقاق باب ثواب ھذہ الامۃ)

کہ میری امت کی مثال اس بارش کی سی ہے کہ جس کے متعلق معلوم نہیں کہ اسکا اول حصہ بہترین ہے یا آخری حصہ۔

آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں اُمت کی مثال بارش سے دی اور بتایا کہ معلوم نہیں کہ اس کا اوّل زیادہ بہتر ہے یا آخر۔ آپ نے امت کی ابتداء کو بہتر تو اس بنا پر قرار دیا کہ آپ اُمت میں موجود تھے اور اُمت کے آخر کو بہتر قرار دینے میں یہ سر مخفی ہے کہ آخری زمانہ میں اُمت میں آپ کے مظہر کامل مسیح اور مہدی نے ظاہر ہونا تھا۔

پھر آپ ﷺ نے آخری زمانہ میں آنے والے مسیح موعود کو نبی اللہ کے خطاب سے نوازا۔ چنانچہ مسلم کی حدیث میں آپ کے لئے ۴ دفعہ نبی اللہ کا لفظ استعمال ہوا ہے

(مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدّجال وصفتہ)

حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ:

"میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۳)

آنحضور ﷺ نے آنے والے مسیح و مہدی کو اپنا فرزند روحانی قرار دیا۔ اسے سلام پہنچانے کی تاکید فرمائی۔ اس کے حق میں زمینی و آسمانی تائیدات کے نزول کی خوشخبری سنائی۔ اور امت کو یہ نوید بھی سنائی کہ آنے والے موعود کا میرے ساتھ اس قدر کامل محبت اور اتصال ہوگا کہ وہ میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوگا یعنی انجام کار وہ میری طرح کامیاب و کامران ہوگا۔

سامعین حضرات!

ایسی کئی احادیث ہیں جن میں مسیحِ موعود علیہ السلام کے مقام ومرتبہ کا ذکر وضاحت کے ساتھ آتا ہے۔لیکن وقت کی رعایت سے اب خاکسار اپنے مضمون کے اگلے حصّے کی طرف بڑھتا ہے۔یعنی بزرگان سلف کے مطابق مسیح موعود علیہ السلام کا مقام ومرتبہ:

حضرت محمد ابن سیرینؒ امام مہدی کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اِس اُمت میں ایک خلیفہ ہوگا جو حضرت ابوبکر اور عمر سے بہتر ہوگا۔کہا گیا کیا ان دونوں سے بہتر ہوگا۔انہوں نے فرمایا کہ قریب ہے کہ وہ انبیاء سے بھی افضل ہو''

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۶۔ازنواب صدیق حسن خان)

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جب امام مہدی آئے گا تو یہ اعلان کرے گا کہ اے لوگو!اگر تم میں سے کوئی ابراہیم اور اسمٰعیلؑ کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ میں ہی ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ ہوں۔اور اگر تم میں سے کوئی موسیٰؑ اور یوشع کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ میں ہی موسیٰؑ اور یوشع ہوں۔اور اگر تم میں سے کوئی عیسیٰؑ اور شمعون کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ عیسیٰؑ اور شمعون میں ہی ہوں۔اور اگر تم میں سے کوئی محمد مصطفیٰ ﷺ اور امیر المومنین (علیؓ) کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور امیر المومنین میں ہی ہوں۔''

(بحارُالانوار جلد نمبر ۱۳ صفحہ ۲۰۲)

حضرت امام عبد الرزاق قاشانیؒ فرماتے ہیں:

''آخری زمانہ میں جو اِمام مہدی آئیں گے وہ احکامِ شریعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے اور معارف وعلوم اور حقیقت میں آپ کے سوا تمام انبیاء اور اولیاء ان کے تابع ہوں گے۔اور یہ بات ہمارے مذکور بیان کے خلاف نہیں ہے۔کیونکہ اِمام مہدی کا باطن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہوگا۔''(شرح فصوص الحکم مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی صفحہ ۴۲۔۴۳)

حضرت ملا عبد الرحمٰن جامیؒ فرماتے ہیں:

''حضرت نبی کریم ﷺ کا مشکوٰۃ باطن ہی محمدی ولایت خاصّہ ہے اور وہی بجنسہ خاتم الاولیاء حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مشکوٰۃ باطن ہے کیونکہ امام موصوف آنحضرت ﷺ کے ہی مظہر کامل ہیں۔''

(شرح فصوص الحکم ہندی از حضرت ملا عبد الرحمن جامی صفحہ ۶۹)

بزرگ صوفی حضرت خواجہ غلام فرید آف چاچڑاں شریفؒ فرماتے ہیں:

''حضرت آدمؑ صفی اللہ سے لے کر خاتم الولایت امام مہدی تک حضور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بارز ہیں۔پہلی بار آپ نے حضرت آدم علیہ السلام میں بروز کیا۔۔۔۔اس کے بعد دوسرے مشائخ عظام میں نوبت بنوبت بروز کیا ہے۔اور کرتے رہیں گے۔حتیٰ کہ امام مہدی میں بروز فرمائیں گے۔پس حضرت آدم سے امام مہدی تک جتنے انبیاءؑ اور اولیاءؒ قطب مدار ہوئے ہیں تمام روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مظاہر ہیں۔''

(مقابیس المجالس صفحہ ۴۱۹ مقبوس نمبر ۱۶۲ از مولانا رکن الدین۔)

سامعین!الغرض آپؑ کی بعثت کی تصدیق میں قرآن کریم بھی شاہد ناطق ہے اور آنحضور ﷺ کے ارشادات بھی مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں۔بزرگان کے اقوال اور تائیدات سماویہ وارضیہ بھی آپ کی تائید ونصرت میں کھڑے نظر آرہے ہیں۔مخالفین کے لئے کوئی بھی جائے مفر نہیں ہے۔آپ اس زمانہ کے حصن حصین ہیں۔اور ساری بھلائی اور بہتری آپ کے ساتھ جڑنے میں ہی وابستہ ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

''میں خدا کا ظلّی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے۔''

(تحفۃ الندوہ، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۹۵)

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

آخر پر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ایک روح پرور اقتباس سے اپنی معروضات کو ختم کرتا ہوں۔آپ فرماتے ہیں:

"دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ اُن لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔......... اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا.......... وہ خدمت جو عین وقت پر خداوند قدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اسی کے لئے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ میں اس میں سُستی کروں اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر کچلنا چاہیں۔ انسان کیا ہے محض ایک کیڑا۔ اور بشر کیا ہے محض ایک مضغہ۔ پس کیونکر میں حیّ وقیّوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضغہ کے لئے ٹال دوں۔ جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو! یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کرو۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۷)

وآخر دعوانا عن الحمد للہ ربّ العالمین

❋ ❋ ❋

سائنس کی دنیا

Science

ٹی ایم ٹی: ہوائی آتش فشاں جو خلائی مخلوق کا وجود ثابت کرنے میں مدد کر سکتا ہے

ٹی ایم ٹی کی تعمیر کے حمایتی: 'یہ ہمیں خلائی مخلوق تک لے جا سکتا ہے

یونیورسٹی آف ہوائی میں کام کرنے والے ایسوسی ایٹ ماہر فلکیات روئے گیل کے مطابق 'ایک اشاریہ چار بلین ڈالر کی لاگت سے بننے والی ٹی ایم ٹی انسانوں کے سب سے بڑے سوالات میں سے ایک کا جواب ڈھونڈنے میں مدد کر سکتی ہے کہ کیا دوسرے سیاروں پر کوئی مخلوق موجود ہے؟

وہ کہتے ہیں 'ہم پہلی بار اس قابل ہو جائیں گے کہ ستاروں کے گرد واقع جگہ جہاں زندگی پنپ سکتی ہے وہاں زمین جتنے بڑے سیاروں کی پیمائش کر سکیں۔ ہم دیکھ سکیں گے کہ کیا ان سیاروں کے ماحول میں پانی یا ایسے مالیکیول ہیں جو شاید حیاتیاتی سرگرمیوں کی وجہ سے موجود ہوں۔

'میں کہکشاؤں کا مطالعہ کرتا ہوں کہ کیسے وقت گزرنے کے ساتھ وہ کائنات میں مختلف اقسام کے ماحولیات میں بدل جاتے ہیں۔ ٹی ایم ٹی ہمارے مطالعے کو دور دراز موجود کہکشاؤں پر مبذول کر دے گی۔ یہ کہکشاؤں کی شروع سے اب تک کی زیادہ مکمل نقشہ کشی کرنے میں ہماری مدد کرے گی۔

'موجودہ ٹیلی سکوپ کے ساتھ کائنات دیکھنا ایسے ہے جیسے ہم انسان کا مطالعہ کریں جب وہ لڑکپن میں ہوں۔ ٹی ایم ٹی ہماری مدد کرے گی کہ ہم ان کے بچپن کو دیکھ سکیں۔

وہ کہتے ہیں 'نئی طاقتور ٹیلی سکوپ کے ساتھ ہم ہمیشہ ہی کوئی ایسی نئی چیز دیکھتے ہیں جس کا ہم نے تصور نہیں کیا ہوتا۔

'ایک اشاریہ چار بلین ڈالر کی لاگت سے بننے والی ٹی ایم ٹی انسانوں کے سب سے بڑے سوالات میں سے ایک کا جواب ڈھونڈنے میں مدد کر سکتی ہے: کیا دوسرے سیاروں پر کوئی مخلوق موجود ہے؟

ٹی ایم ٹی کی تعمیر کے مخالف: 'یہ ہمارا مندر ہے

ٹی ایم ٹی کی تعمیر کے خلاف مظاہرے کرنے والے انائینا ہونا می ایک گروہ کی صدر کیالوہا پِسکیوٹا کا کہنا ہے 'مقامی باشندوں کے لیے یہ پہاڑ مندر کی مانند ہے اور تخلیق کرنے والی ذات اور مخلوق کے درمیان ایک رشتہ فراہم کرتا ہے۔

کیالوہا کہتی ہیں 'اس میں ہمارے چند سب سے عظیم اور محترم آباؤ اجداد دفن ہیں۔ یہ امن اور الوہا کی علامت ہے۔

خداؤں کی سلطنت سمجھی جانے والی چوٹی 'مخصوص چیزوں، انمول چیزوں، عظیم لوگوں، پادریوں اور پیشواؤں کی جانب سے کیے جانے والے افعال کے لیے مخصوص کی گئی ہے۔ یہ لوگوں کے لیے کوئی عام سی جگہ نہیں ہے۔

موئنا کیا کے اوپر اب تک کئی ٹیلی سکوپس تعمیر کی جا چکی ہیں اور کیالوہا اور دیگر لوگوں کا کہنا ہے کہ انھیں کیے جانے والے وعدوں پر یقین نہیں ہے کہ ٹی ایم ٹی آخری ٹیلی سکوپ ہو گی۔

ان کا کہنا تھا 'ہم نے علم فلکیات کو موئنا کیا پر جگہ دی لیکن یہ لوگ تو مسلسل اور کا مطالبہ کرتے جا رہے ہیں اور اس موقع پر ہمیں 'نہ کرنی پڑے گی۔ کیونکہ جب ہم 'ہاں کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنی معدومیت سے دوچار زمینوں کی تباہی کو ہاں کہہ رہے ہیں۔

کیالوہا کا مزید کہنا تھا کہ موئنا کیا پر تعمیرات کرنا ایسے تھا جیسے 'گرجا گھر کے اندرونی حصے کو نقصان پہنچانا کیونکہ اس پورے علاقے میں مذہبی چیزیں بکھری ہوئی ہیں۔

'انسانوں کی بنائی ہوئی یہ سب عمارتیں ہمارے مذہبی مقام کے درمیان واقع ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ٹی ایم ٹی کی تعمیر اس بات کا اشارہ ہے کہ معیشت انسانی حقوق پر سبقت لے گئی ہے۔ مقدس مقام ہونے کے ساتھ ساتھ یہ پہاڑ پانی کا ذریعہ اور ماحول کے حوالے سے ایک اہم جگہ تھی۔

کیالوہا نے ٹی ایم ٹی کی تعمیر کرنے والے لوگوں سے درخواست کی ہے کہ وہ اسے کینیری جزیرے پر منتقل کرنے پر غور کریں اور یہ کہ تب تک مظاہرے ہوتے رہیں گے۔

وہ سوال کرتی ہیں 'انسانی زندگی ہماری کھوج کی جستجو سے زیادہ ضروری ہے۔ کھوج کی جستجو تو ٹھیک ہے لیکن جب آپ لوگوں کو ہو رہی تکلیف انھیں سہنے دیں تو اس کا کیا مطلب ہے؟

ٹی ایم ٹی کی حمایتی: 'علم فلکیات مجھے میری ثقافت سے جڑے رکھنے میں مدد کرتا ہے

موئنا کیا پر پہلے سے بنی رصد گاہوں پر چار سے زائد سالوں تک کام کرنے والی ہوائی کی مقامی رہائشی الیکسس او کو ہیڈ و کہتی ہیں کہ آتش فشاں ایک 'مقدس اور خاص مقام ہے جس کے ساتھ بہت عزت سے پیش آنا چاہیے۔

وہ کہتی ہیں 'جو تعلیمی مواقع تھرٹی میٹر ٹیلی سکوپ منصوبہ فراہم کرے گا، میں اس وجہ سے اس منصوبے کی حمایت کرتی ہوں۔

'علم فلکیات ان ذرائع میں سے ایک ہے جس کی وجہ سے میں اپنی ثقافت سے سب سے زیادہ قریب محسوس کرتی ہوں۔ ہوائی کے باشندے شاندار سائنسدان، انجینیئر اور مجموعی طور پر مسئلے حل کرنے والے لوگ ہیں۔ یہ بات مجھے کافی متاثر کرتی ہے کہ کس طرح یہ لوگ ہوا، لہروں اور ستاروں کا مشاہدہ کر کے وسیع بحر الکاہل کو سمجھنے کے لائق ہوئے۔

'میرا عقیدہ ہے کہ موئنا کیا میں ہم جو کام کر رہے ہیں وہ اس ورثے کی توسیع ہے اور اس وجہ سے میں اپنے آپ کو ہوائی کا باشندہ کہتے ہوئے فخر محسوس کرتی ہوں۔

الیکسس کے مطابق ٹی ایم ٹی اس پہاڑ پر موجود ثقافتی اہمیت کی حامل جگہوں کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔

'میرے لیے ٹی ایم ٹی اس پورے مرحلے میں پونو ہے یعنی ہوائی کی زبان میں یہ ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی نہیں کرتی۔

تصویر کے کاپی رائٹ ALAMY Image caption ›میرے لیے ٹی ایم ٹی اس پورے مرحلے میں پونو ہے ‹یعنی ہوائی کی زبان میں یہ ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی نہیں کرتی۔

ٹی ایم ٹی کی مخالف: 'یہ سائنس کی مخالفت نہیں ہے

مقامی ہوائین سیاست پر مرکوز پولیٹیکل سائنس کی پروفیسر نوئیلانی گُڈیئر کاؤپوا کہتی ہیں 'موئنا کیا کچھ ایسی ماورائی طاقتوں کے گھر کے طور پر جانا جاتا ہے جو پانی سے منسلک ہیں۔ وہ پہاڑ کے گرد بارش کی شکل میں موجود ہیں۔

ہزاروں سائنسدان اور خلاباز جن میں سے کافی لوگ اس منصوبے کے ساتھ جُڑے اداروں کے ساتھ کام کرتے ہیں، نے ٹی ایم ٹی کی مخالفت کرنے والے لوگوں کو مجرم قرار دینے کی مذمت کی ہے۔

نوئیلانی نے زور دیا کہ ٹی ایم ٹی کے خلاف مظاہرے سائنس کی مخالفت نہیں ہیں۔

وہ کہتی ہیں 'دراصل یہ صنعتی ترقی اور زمین، قدرتی ذخائر، نازک اور قیمتی ماحول کی تباہ حالی کی مخالفت ہے۔ ہم تماشائی بن کر دیکھتے رہے اور ہمارے ماحول اور کئی قیمتی ذخائر ختم ہوئے اور ان کو نقصان پہنچا۔ اب ہم یہ سب ہوتا نہیں دیکھیں گے۔

ٹی ایم ٹی کے حمایتی: 'پہاڑ سب کے لیے کافی ہے

کیلیپا بیبایان کہتے ہیں کہ موئنا کیا نے بہت عرصے تک اس مینار کا کردار ادا کیا ہے جو انھیں سمندر سے گھر پہنچاتا تھا۔

ان کا کہنا ہے 'پہاڑوں کے ساتھ میرے رشتہ ان تجربات کی وجہ سے ہے جو میں نے سمندر میں سفر کے وقت ستاروں کو استعمال کرتے ہوئے خود کے لیے ایک ہدایتی نظام قائم کر کے کیے۔ بغیر کسی آلے کے ہوائی کی طرف سفر کرتے ہوئے ہم اکثر موانا کیا کو ہی مرکز بناتے ہیں۔

ان کا مزید کہنا تھا کہ وہ علم فلکیات کی قدر مکمل طور پر ثقافتی وجوہات کی وجہ سے کرتے ہیں۔

'بطور انسانیت یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہمارا سیارہ لمبی اور بھرپور زندگی گزارے۔ لیکن مستقبل میں کبھی اس سیارے پر موجود زندگی ختم ہو جائے گی اور علم فلکیات اس کائنات کے آغاز اور ہم جس سمت میں جا رہے ہیں، اس کی کھوج کر رہی ہے۔ موئنا کیا کچھ ایسی ماورائی طاقتوں کے گھر کے طور پر جانا جاتا ہے جو پانی سے منسلک ہیں۔ وہ پہاڑ کے گرد بارش کی شکل میں موجود ہیں۔

کیلیپا کا کہنا ہے کہ ان کے آباؤ اجداد ٹی ایم کو کائنات میں داخلہ کا ذریعہ سمجھ کر منصوبے کی منظوری دے دیتے۔

وہ کہتے ہیں 'میرا خیال ہے کہ لوگ بھول گئے ہیں کہ سمندر کو کھوجنے کے لیے ہم نے ساحل کا محفوظ پن چھوڑا اور سمندر میں ہزاروں میل تک چھوٹی کشتیوں میں سفر کر کے ستارے دریافت کیے۔

وہ کہتے ہیں کہ پہاڑ پر سب کے لیے جگہ ہے اور لوگوں کو سیکھنا ہو گا کہ مل جل کر کیسے رہا جائے۔

ٹی ایم ٹی کی مخالف: 'ہوائی ہی ایک ثقافت ہے

ٹیریز اکیو ہونانی ٹیبر سوشل میڈیا پر ٹی ایم ٹی کے خلاف تحریک کی حمایت کے لیے آواز بلند کرتی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہوائی کی ثقافت، ہوائی کی زبان، ہوائی کے ذخائر اور ہوائی کے لوگ ہی ہوائی کو ہوائی بناتے ہیں۔ اگر آپ ان چیزوں کو ختم کرنا شروع کر دیں گے تو ہوائی ہوائی نہیں رہے گا۔

ان کا مزید کہنا تھا 'ہم نہیں چاہیں گے کہ کوئی شخص اپنی عبادت کی جگہ گنوائے یا وہ جگہ جہاں وہ اپنے عقیدے کے مطابق کسی ماورائی طاقت سے رابطہ قائم کرتا ہے۔ موانا کیا اور تمام پہاڑ اور تمام مقدس مقامات اتنے ہی احترام اور اہمیت کے لائق ہیں جتنی کوئی مسجد یا گرجا گھر۔

'پہاڑ پر سب کے لیے جگہ ہے اور لوگوں کو سیکھنا ہو گا کہ مل جل کر کیسے رہا جائے۔'

۲۹ جولائی ۲۰۱۹ ایلس کیوڈی بی بی سی نیوز

***

اطفال کے صفحات

(از مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''ایک دفعہ حضرت صاحب کچھ بیمار تھے اس لئے جمعہ کے لئے مسجد میں نہ جا سکے۔ میں اس وقت بالغ نہیں ہوا تھا کہ بلوغت والے احکام مجھ پر جاری ہوں تاہم میں جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد کو آرہا تھا کہ ایک شخص مجھے ملا اس وقت کی عمر کے لحاظ سے تو شکل اس وقت تک یاد نہیں رہ سکتی تھی مگر اس واقع کا اثر مجھ پر ایسا ہوا کہ اب تک مجھے اس شخص کی صورت یاد ہے۔ محمد بخش ان کا نام ہے ۔۔۔ میں نے ان سے پوچھا آپ واپس آرہے ہیں کیا نماز ہو گئی ہے؟ انہوں نے کہا 'آدمی بہت ہے مسجد میں جگہ نہیں تھی میں واپس آ گیا'۔ میں بھی یہ جواب سن کر واپس آ گیا اور گھر میں آکر نماز پڑھ لی۔ حضرت صاحبؑ نے یہ دیکھ کر مجھ سے پوچھا ''مسجد میں نماز پڑھنے کیوں نہیں گئے'؟ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ میں بچپن سے ہی حضرت صاحب کا دردان کے نبی ہونے کی حیثیت سے کرتا تھا میں نے دیکھا کہ آپ کے پوچھنے میں ایک سختی تھی اور آپ کے چہرے سے غصہ ظاہر ہو رہا تھا آپ کے اس رنگ میں پوچھنے کا مجھ پر بہت ہی اثر ہوا ۔ جواب میں میں نے کہا کہ میں گیا تو تھا مگر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس آ گیا۔ آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے لیکن اب جس وقت جمعہ پڑھ کر مولوی عبد الکریم صاحبؓ آپ کی طبیعت کا حال پوچھنے کے لئے آئے تو سب سے پہلی بات جو حضرت مسیح موعودؑ نے آپ سے دریافت کی وہ یہ تھی کہ آج لوگ مسجد میں زیادہ تھے؟ اس وقت میرے دل میں سخت گھبراہٹ ہوئی کیونکہ میں خود تو گیا ہی نہین تھا معلوم نہیں کہ بتانے والے کو غلطی لگی یا مجھے اس کی بات سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں ان کی بات سے سمجھا تھا کہ مسجد میں جگہ نہیں ہے۔ مجھے یہ فکر ہوئی کہ اگر مجھے غلط فہمی ہوئی ہے یا بتانے والے کو ہوئی ہے، دونوں ہی صورتوں میں الزام مجھ پر آئے گا کہ میں نے جھوٹ بولا ہے۔

مولوی عبد الکریم صاحبنے جواب دیا" ہاں حضور! اج واقعہ میں بہت لوگ تھے۔ میں اب بھی نہیں جانتا کہ اصلیت کیا تھی۔ خدا نے میری بریت کے لئے یہ سامان کر دیا تھا کہ مولوی صاحبؓ کی زبان سے بھی میری تصدیق کرا دی کہ فی الواقعہ اس دن غیر معمولی طور پر لوگ آئے تھے۔ بہر حال یہ ایک واقعہ ہے جس کا آج تک میرے قلب پر گہرا اثر ہے۔

(بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ ۸۰ تا۸۱)

MORAL: اس واقعہ سے ہم سبھی بچوں کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ہمیں اپنے والدین اور سبھی بڑوں سے ہمیشہ سچ بولنا چاہئے۔ اور جب بھی کوئی ایسی بات ہو جس میں ہمیں پورا یقین نہ ہو کوئی سنی سنائی بات ہو تو اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ جب تک خود اس چیز کو نہ دیکھ لو تب تک اس کو آگے نہیں پھیلانا چاہئے۔

اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ ایک اور واقعہ ایک راوی بیان کرتے ہیں:

"ایک دفعہ تعلیم الاسلام سکول کے طلباء کو مضمون دیا گیا کہ 'علم اور دولت کا مقابلہ کرو'۔ صاحبزادہ صاحب (حضرت مصلح موعودؓ) نے اس مضمون کے متعلق بہت سوچا لیکن فیصلہ نہ کر سکے کہ علم اور دولت میں کونسا اچھا ہے۔ کھنے پر جب کہ حضرت مسیح موعودؑ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؓ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحبؓ سے باتوں باتوں میں پوچھا بشیر! تم بتا سکتے ہو کہ علم اچھا ہے یا دولت؟ حضرت میاں بشیر صاحبؓ تو خاموش رہے البتہ خود حضورؑ نے یہ بات سن کر فرمایا "بیٹا محمود! تو نہ کرو۔ توبہ کرو۔ نہ علم اچھا نہ دولت۔ خدا کا فضل اچھا ہے۔ (سوانح فضل عمر جلد ا صفحہ ۸۶)

MORAL: اس واقعہ سے بھی ہمیں یہی تعلیم ملتی ہے کہ ہمیں بھی ہمیشہ خدا تعالیٰ کا فضل ہی طلب کرنا چاہئے کیونکہ خدا کا فضل ہی سب سے اچھا ہے۔ ہم نے کئی ایسے طلباء کو دیکھا ہے کہ جن کو اپنے علم اتنا تکبر ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے آگے اسی کو کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ اور کئی ایسے دولت مند بھی دیکھے ہیں جو تکبر میں مبتلہ ہو کر خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا سامنا کرتے ہیں۔ اس لئے سب سے ضروری چیز خدا تعالیٰ کا فضل ہی ہے۔

***

گوشۂ ادب

asar us ko zarā nahīñ hotā
rañj rāhat-fazā nahīñ hotā
اثر اسکو ذرا نہیں ہوتا
رنج راحت فزا نہیں ہوتا

bevafā kahne kī shikāyat hai
to bhī vāda-vafā nahīñ hotā
بے وفا کہنے کی شکایت ہے
تو بھی وعدہ وفا نہیں ہوتا

zikr-e-aġhyār se huā ma.alūm
harf-e-nāseh burā nahīñ hotā
ذکرِ اغیار سے ہوا معلوم
حرفِ ناصح برا نہیں ہوتا

kis ko hai zauq-e-talkh-kāmī lek
jañg bin kuchh mazā nahīñ hotā
کس کو ہے ذوقِ تلخ کامی لیک
جنگ بن کچھ مزا نہیں ہوتا

tum hamāre kisī tarah na hue
varna duniyā meñ kyā nahīñ hotā
تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے
ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا

us ne kyā jaane kyā kiyā le kar
dil kisī kaam kā nahīñ hotā

اس نے کیا جانے کیا کِیا لے کر
دل کسی کام کا نہیں ہوتا

imtihāñ kījiye mirā jab tak
shauq zor-āzmā nahīñ hotā

امتحان کیجئے میرا جب تک
شوق زور آزما نہیں ہوتا

ek dushman ki charkh hai na rahe
tujh se ye ai duā nahīñ hotā

ایک دشمن کہ چرخ ہے نہ رہے
تجھ سے یہ اے دعا نہیں ہوتا

aah tūl-e-amal hai roz-fuzūñ
garche ik mudda.ā nahīñ hotā

آہ طول امل ہے روزافزوں
گرچہ اک مدعا نہیں ہوتا

tum mire paas hote ho goyā
jab koī dūsrā nahīñ hotā

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

hāl-e-dil yaar ko likhūñ kyūñkar
haath dil se judā nahīñ hotā

حالِ دل یار کو لکھوں کیونکر
ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا

rahm bar-khasm-e-jān-e-ġhair na ho
sab kā dil ek sā nahīñ hotā

رحم برخصم جان غیر نہ ہو
سب کا دل ایک سا نہیں ہوتا

dāman us kā jo hai darāz to ho
dast-e-āshiq rasā nahīñ hotā

دامن اس کا جو ہے دراز تو ہو
دستِ عاشق رسا نہیں ہوتا

chāra-e-dil sivā.e sabr nahīñ
so tumhāre sivā nahīñ hotā

چارہ دل سوائے صبر نہیں
جو تمہارے سوا نہیں ہوتا

‹kyuuñ sune arz-e-muztar ai 'momin
sanam ākhir khudā nahīñ hotā

کیوں سنے عرض مضطرائے مومن
صنم آخر خدا نہیں ہوتا

***

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَنفِقُوا۟ مِمَّا رَزَقْنَٰكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِىَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَٰعَةٌ ۗ وَٱلْكَٰفِرُونَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ○ (البقرہ:255)

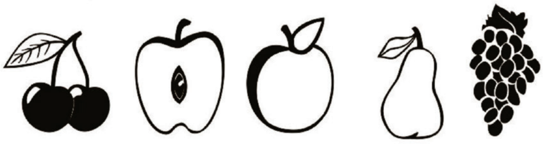

AHMAD FRUIT AGENCY
Commission & Forwarding Agents :
Asnoor, Kulgam (Kashmir)

Hqrt. Dar Fruit Co.
Kulgam
B.O. Ahmad Fruits

Mobiles : 9622584733,7006066375,9797024310

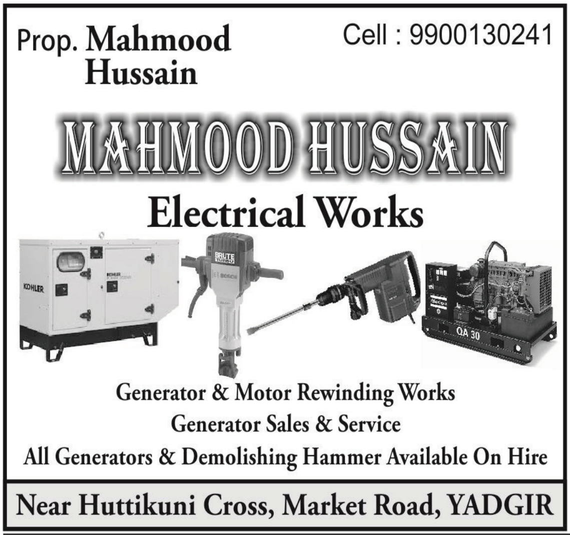
Prop. Mahmood Hussain
Cell : 9900130241
MAHMOOD HUSSAIN
Electrical Works
Generator & Motor Rewinding Works
Generator Sales & Service
All Generators & Demolishing Hammer Available On Hire
Near Huttikuni Cross, Market Road, YADGIR

Prop : Mohammed Yahiya Ateeq
Cell : 9886671843
ಐ ಮೊಬೈಲ್ಸ್
I MOBILES
Authorised Service centre of
LAVA
itel
INTEX
XOLO
the next level
Infinix
The future is Now!
TECNO
Mobile
spice
1st Floor Kallur Complex, Gandhi Chowk Yadgir - 585201.

EXIDE
MUJEEB AHMED
Prop.
LOVE
FOR ALL
HATRED
FOR NONE
EXIDE Loves Cars & Bikes
Dealers in : EXIDE BATTERIES & INVERTERS
M.S. AUTO SERVICE
M.S. AUTO SERVICE
3-4-23/4, Bharath Building,
Railway Station Road, Kacheguda,
Hyderabad - 500027. (T.S.)
Cell : 9440996396,9866531100.
KOHINOOR PRESS
INDIA MOVES ON EXIDE

مدرسہ تعلیم الاسلام کا قیام و مختصر تاریخ

ریحان احمد شیخ صاحب
مربی سلسلہ
شعبہ تاریخ بھارت قادیان

قیام کی غرض:

سن ۱۸۹۷ تک قادیان میں بچوں کی تعلیم کے لئے دو سکول تھے ایک سرکاری سکول کو لوئر پرائمری تک تھا اور ریتی چھلہ سے قریب واقع تھا، دوسرا آریہ سکول جس میں اس سے اوپر کی کچھ جماعتیں تھیں۔ اول الذکر پرائمری اسکول گو سرکاری تھا مگر اس کا ہیڈ ماسٹر جو اتفاقی طور پر آریہ تھا مسلمان بچوں کو گمراہ کرنے کے لئے اسلام پر برملا حملہ کیا کرتا تھا اور بچے اس سے بہت متاثر ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کا بیان ہے کہ ”اس پرائمری سکول میں میں بھی کچھ عرصہ پڑھا ہوں۔۔۔ ایک دن میرا کھانا آیا جس میں کلیجی کا سالن تھا تو اسے دیکھ کر ایک طالب علم نے حیرانی سے اپنی انگلی دانتوں میں دبالی اور کہا یہ تو ماس ہے جس کا کھانا حرام ہے“ جب سرکاری اسکول کی یہ حالت ہو تو آریہ سکول میں اسلام کے خلاف طلباء کے دماغوں میں کیا کچھ بھرا جاتا ہو گا؟ اس کا اندازہ باسانی لگایا جا سکتا ہے۔

جب سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو اس صورت حال کا علم ہوا تو حضورؑ نے فرمایا اب ہمارے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ ہم ایک اسلامی سکول کھولیں سو حضورؑ نے ۱۵ دسمبر ۱۸۹۷ کو جماعت کے نونہالوں کو عیسائیت، الحاد اور مغربی تہذیب بچانے اور انہیں اسلا کا مخلص خام بنانے کی غرض سے قادیان میں ایک مسالی درس گاہ کے قیام کی بذریعہ اشتہار تحریک فرمائی۔ چنانچہ حضور نے لکھا ”اگرچہ ہم دن رات اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ لوگ اس سچے معبود پر ایمان لاویں جس پر ایمان لانے سے نور ملتا ہے اور نجات حاصل ہوتی ہے لیکن اس مقصد تک پہنچانے کے علاوہ ان طریقوں کے جو استعمال کئے جاتے ہیں ایک اور طریق بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مدرسہ قائم ہو کر بچوں کی تعلیم میں ایسی کتابیں ضروری طور پر لازمی ٹھہرائی جائیں جن کے پڑھنے سے ان کو پتہ لگے کہ اسلام کیا شے ہے اور کیا کیا خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے اور جن لوگوں نے اسلام پر حملے کئے ہیں وہ حملے کیسے خیانت اور جھوٹ اور بے ایمانی سے بھرے ہوئے ہیں... میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایسی کتابیں جو خدا کے فضل سے میں تالیف کروں گا بچوں کو پڑھائی گئیں تو اسلام کی خوبی آفتاب کی برح چمک اٹھے گی۔ اور دوسری مذاہب کے بطلان کا نقشہ ایسے طور پر دکھایا جائے گا جس سے ان کا باطن ہونا کھل جائے گا۔۔۔ اسی لئے میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بچوں کی تعلیم کے ذریعہ اسلامی روشنی کو ملک میں پھیلاؤں۔ اور جس طریق سے میں اس خدمت کو سرانجام دوں گا میرے نزدیک دوسروں سے یہ کام ہر گز نہیں ہو سکے گا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے اس طوفان ضلالت میں اسلامی ذریت کو غیر مذاہب کے وساوس سے بچانے کے لئے اس ارادہ میں میری مدد کرے۔ سو میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بالفعل قادیان میں ایک مڈل اسکول قائم کیا جائے۔“

حضورؑ نے اس امر کی اہمیت واضح کرتے ہوئے ایک دوسرے موقع پر فرمایا کہ ”دیکھو تمہارے ہمسایہ قوموں یعنی آریوں نے کس قدر حیثیت تعلیم کے لئے بنائی ہے۔ کئی لاکھ سے زیادہ روپے جمع کر لیا۔ کالج کی عالیشان عمارت اور سامان بھی پیدا کیا۔ اگر مسلمان پورے طور پر اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کریں تو میری بات سن رکھیں کہ ایک وقت ان کے ہاتھ سے بچے بھی جاتے ہیں گے۔۔۔ ایسی حالت میں بھی اگر کوئی مسلمان اپنے دین اور اپنے بنی کے لئے غیرت نہیں رکھتا تو اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا؟۔

تعلیم الاسلام سکول کے لئے انتظامیہ کمیٹی کی تشکیل: اس اہم کام کو عملی جامہ پہنانے، عملہ مہیا کرنے اور مدرسہ کے انتظامی امور پر سوچنے اور قواعد مرتب کرنے کی غرض سے حضرت اقدسؑ کی ہدایت کے مطابق ایک سب

کمیٹی مقرر ہوئی جس کا پہلا اجلاس مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۷ کو منعقد ہوا ۔اس اجلاس میں مدرسہ کے لئے ایک انتظامیہ کمیٹی مقرر کی گئی جس کے پریذیڈنٹ حجرت حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول ؓ مقرر ہوئے، محاسب حضرت میر ناصر نواب صاحب ؓ، سیکریٹری خواجہ کمال الدین صاحب اور جائنٹ سیکرٹری حضرت مولانا عبد الکریم صاحب مقرر کئے گئے۔ خواجہ صاحب چونکہ اس وقت قادیان میں سکونت پزیر نہیں تھے اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ ہی عملاً سیکریٹری کا کام کیا کرتے تھے اور بالآخر آپ ؓ ہی سیکریٹری مقرر ہوئے اور عمر بھر آپ ؓ نے مدرسہ کے جملہ معاملات کا خود خیال رکھا۔ چنانچہ انتظامیہ کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ مدرسہ یکم جنوری ۱۸۹۸ کو کھول دیا جائے۔

افتتاح: انتظامیہ کمیٹی کے فیصلہ کی روسے تو مدرسہ یکم جنوری ۱۸۹۸ کو ہی کھل جانا چاہئے تھا مگر چونکہ یہ دن جلسہ سالانہ کے تھے جن میں مہمان بکثرت ائے ہوئے تھے اس لئے اس کا افتتاح ۳ جنوری ۱۸۹۸ کو ہوا۔ حضور ؑ نے اس مدرسہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا: ’’ہماری غرض مدرسہ کی اجراء سے محض یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جاوے۔ مروجہ تعلیم کو اس لئے ساتھ رکھا ہے تا کہ یہ علوم خادم دین ہو۔‘‘

نیز ایک موقعہ پر حضرت مسیح موعود ؑ نے فرمایا: ’’ہماری یہ غرض نہیں کہ ایف اے یا بی اے پاس کر کے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھریں ہمارے پیش نظر تو یہ امر ہے کہ ایسے لوگ خدمت دین کے لئے زندگی بسر کریں، اور اسی لئے مدرسہ کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید دینی خدمت کے لئے کام آسکے۔‘‘

مدرسہ کی عمارت: شروع میں مدرسہ کے لئے کوئی مخصوص عمارت موجود نہ تھی اس لئے اس کا آغاز مہمان خانہ سے ہوا۔ ۲ لیکن جلد ہی مہمان خانہ سے متصل دو کمرے تعمیر کئے گئے۔ سنہ ۱۸۹۹ء - سنہ ۱۹۰۰ء میں مزید عمارت بنوائی گئی۔ اس کے بعد حضرت نواب محمد علی صاحب ؓ رئیس مالیر کوٹلہ ہجرت کر کے قادیان تشریف لے آئے تو حضور اقدس ؑ نے مدرسہ کا پورا نظم و نسق آپ ؓ کے سپرد کر دیا۔ آپ ؓ ۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء سے سنہ ۱۹۰۵ء تک یہ قومی خدمت نہایت محنت اور ذوق و شوق سے سرانجام دی۔ مدرسہ کو ضروری فرنیچر فراہم کیا۔ اس کی پہلی عمارت کو وسعت دی اور ڈھاب پُر کر کے نورڈنگ کے لئے کوارٹر بنوائے۔

۱۹۰۶ سنہ ء میں مدرسہ کی ضروریات بڑھ گئیں تو اس سے متصل اور زمین کی خرید ہوئی۔ لیکن جب یہ زمین بھی کافی نہ ہوئی تو اس کی انتظامیہ کمیٹی نے قادیان کے شمال میں ایک وسیع قطعہ اراضی تین ہزار روپے میں خرید لیا۔ جس کی بنیاد کی خدوائی مارچ ۱۹۱۲ کے آخر مین شروع ہوئی اور بعد ازاں ۱۹۱۳ میں ہائی سکول اپنی جدید عمارت میں منتقل ہو گیا پھر ۳۰ سال بعد جب ۱۹۴۴ میں یہ عمارت تعلیم الاسلام کالج کو دیدی گئی تو نور ہسپتال سے متصل ایک دوسری جگہ ہائی سکول تعمیر کیا گیا جو ہجرت ۱۹۴۷ تک قائم رہا۔ ہجرت کے بعد ۶ نومبر ۱۹۴۷ کو بمقام چنیوٹ ملک بھگوان داس کی بلڈنگ میں یہ قومی ادارہ از سرنو جاری کیا گیا اور مارچ ۱۹۵۶ کے نصف آخر میں اپنی موجودہ مستقل عمارت واقع ربوہ میں منتقل ہوا۔

مدرسہ کا اسٹاف:

مدرسہ کے اولین ہیڈ ماسٹر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب مقرر ہوئے اور ابتدائی اساتذہ بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی نومسلم، مولوی فضل دین صاحب ساکن کھاریاں ضلع گجرات ارحافظ احمد اللہ صاحب تھے۔ ان کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں کئی ایک قابل بزرگ اساتذہ اس کے اسٹاف میں شامل ہوئے۔ مثلاً قاضی امیر حسین صاحب ۲ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب ۳ مولوی حکیم عبید اللہ صاحب بسمل ۴ شیخ محمد اسمعیل صاحب سرساوی ۵ ماسٹر عبد الرحمن صاحب جالندھری ۶ ماسٹر عبد الرحیم صاحب ۷ منشی غلام محمد صاحب ۸ مولوی غلام نبی صاحب مصری ۹ ماسٹر عبد العزیز خاں صاحب ۱۰ پیر منظور محمد صاحب ۱۱ قاضی عبد الحق صاحب ۱۲ منشی سکندر علی صاحب کلانوری۔

ہیڈ ماسٹر:

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے مدرسہ کے پہلے ہیڈ ماسٹر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب تھے۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد جب مدرسہ پرائمری سے مڈل تک ہو گیا تو حضرت شیخ صاحب پرائمری حصہ کے انچارج مقرر ہوئے

اور مڈل کے عارضی ہیڈ ماسٹر مرزا ایوب بیگ صاحب۔ مرزا ایوب بیگ صاحب کے لاہور چلے جانے کے بعد ماسٹر فقیر اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ ماسٹر صاحب موصوف نے فروری ۱۸۹۹ تک مدرسہ کی ہیڈ ماسٹری کے فرائض سر انجام دئے۔ اس کے بعد دو ماہ کے لئے عارضی طور راجہ شیر علی صاحب بی اے اور پھر مئی ۱۸۹۹ سنہ ء میں مولوی شیر علی صاحبؓ ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۰۳ سنہ ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو ہیڈ ماسٹر بنایا گیا۔ لیکن دو سال کے بعد مفتی صاحبؓ اخبار البدر میں چلے گئے اور حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ دوبارہ ہیڈ ماسٹر بنائے گئے۔

پرائمری سکول سے کالج تک:

مدرسہ تعلیم الاسلام نے جو ابتدائی شکل میں پرائمری کی صورت میں شروع ہوا۔ خدا کے فضل سے چند سالوں کے اندر اندر اس نے بڑی ترقی کی۔ چنانچہ ۱۸۹۸ء میں وہ مڈل سکول بنا۔ فروری ۱۹۰۰ء میں ہائی سکول ہوا اور مئی ۱۹۰۳ء میں کالج تک پہنچ گیا۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۲)

M/S. ALLIA EARTH MOVERS
AEM
(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300, 200.
Tata Hitachi, Ex-200, Ex-70, JCB, Dozer etc.
On hire basis
KUSAMBI, SUNGRA, SALIPUR, CUTTACK - 754221
Tel. : 0671 - 2112266
Mob. : 9437078266 / 9437032266 / 9438332026 / 9437378063

Mubarak Ahmad
9036285316
9449214164
Feroz Ahmad
8050185504
8197649300
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
MUBARAK
TENT HOUSE & PUBLICITY

CHAKKARKATTA, YADGIR - 585202, KARNATAKA

Prop. Asif Mustafa
CARE SERVICING & GARAGE
CARE TRAVELLING
Servicing of all type of vehicles
(2, 3 & 4 Wheelers)
RAMSAR CHOWK, BHAGALPUR-2
* Washing * Polish * Greasing * Chasis Paint
Contact for : Car Booking for Marriage & Travailing.
(Tata Victa A.C., Scorpio Grand, Bolero and
all types of Vehicle available)
Mob. : 9431422476, 9973370403

Prop. S. A. Quader
Ph. : (06784) 230088, 250853 (O)
252420 (R)
JYOTI
SAW MILL
Saw Mill Owner
&
Forest Contractor
Kuansh, Bhadrak, Orissa

محترم مولانا عبد الرشید صاحب ضیاء مربی سلسلہ

مکرم ناصر احمد ندیم صاحب ماندوجن کشمیر

محترم مولانا عبد الرشید صاحب ضیاء مختصر علالت کے بعد مؤرخہ ۱۷؍جون بروز سوموار اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مؤرخہ ۱۸؍جون کو ان کے آبائی گاؤں شورت میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں وادی کشمیر کے طول و عرض سے آئے ہوئے کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔ چونکہ مرحوم موصی تھے اس لئے ان کی میت کو قادیان لے جایا گیا اور ۱۹؍جون کو بعد نماز عصر بہشتی مقبرہ میں ان کی تدفین ہوئی اور یوں ایک داعی اللہ داعی اجل کو لبیک کہہ کر ابدی نیند سو گیا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا　　　اسی پہ اے دل تو جان فدا کر

مرحوم مولانا عبد الرشید صاحب وادیٔ کشمیر کے ایک مایہ ناز عالم دین داعی الی اللہ اور واقف زندگی تھے۔ ان کی ولادت ۹؍مئی ۱۹۴۷ء کو شورت ضلع کولگام میں ہوئی تھی۔ والد بزرگوار کا نام مکرم غلام محمد صاحب شاہ تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر اور گاؤں میں حاصل کر کے ۱۹۶۵ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ لیا۔ ۱۹۷۱ء میں مدرسہ احمدیہ سے فراغت اور پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کر کے میدان تبلیغ میں قدم رکھا۔

آپ کا تعلق شورت کے جس شاہ خاندان سے تھا اسی خاندان کے ذریعہ شورت اور ناصر آباد میں احمدیت کا نفوذ ہوا یعنی مرحوم ضیاء صاحب کے والد محترم کے تایا مرحوم مولوی قطب الدین صاحب شاہ تھے۔ جو انتہائی پارسا متقی اور صاحب رؤیا و کشوف ولی اللہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو قبول احمدیت کی سعادت عطا فرمائی اور پھر ان کے زیر اثر شورت اور ناصر آباد میں کثیر تعداد نے احمدیت قبول کی۔

مدرسہ احمدیہ قادیان سے حصول تعلیم کی فراغت کے بعد آپ کا تقرر بحیثیت مبلغ مظفر پور بہار میں ہوا۔ ۱۹۷۴ء کے پُر آشوب دور میں آپ کو اونہ گام بانڈی پورہ میں بھی کچھ عرصہ خدمت سلسلہ کی توفیق ملی۔ اسی طرح بھدرواہ میں بھی کچھ عرصہ تک خدمت سلسلہ کی سعادت ملی۔ پھر دوبارہ بھاگلپور بہار میں آپ کا تبادلہ ہوا۔ بعد میں شاہجہان پور یوپی میں بھی مبلغ انچارج کے طور پر خدمات بجالائیں۔ ۱۹۸۴ء میں جموں تبادلہ ہوا۔ جہاں آپ کی نگرانی میں مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر و توسیع کا کام ہوا۔ اور اسی عرصہ میں ڈوگری زبانی میں منتخب آیات قرآنیہ منتخب احادیث اور منتخب تحریرات حضرت مسیح موعودؑ کا ترجمہ کرانے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ جموں کے مسلم طبقہ میں نمایاں طور پر بحیثیت تبلیغ جماعت احمدیہ آپ کا تعارف رہا۔

۱۹۸۹ء میں وادیٔ کشمیر میں نامساعد حالات کے پیش نظر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ایک فیصلہ کے مطابق آپ کو وادیٔ کشمیر میں وصولی چندہ جات کے لئے مالی امور کا نگران مقرر کیا گیا۔ ان مشکل حالات میں آپ نے اس شعبہ میں بھی انتہاہی محنت اور جانفشانی سے کام کیا وادی کشمیر میں لازمی چندہ جات کا بجٹ بہت ہی کم تھا جسے آپ نے اپنی انتھک محنت اور احباب جماعت کے تعاون سے کافی آگے بڑھا دیا۔ انتہائی خراب حالات میں اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ مرکزی چندہ جات نقدی کی صورت میں مرکز لے جاتے رہے۔ جبکہ وادی میں نامساعد حالات کی وجہ سے نقد رقم گھر میں رکھنا یا ساتھ ساتھ لئے پھرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔

۱۹۹۱ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ دہلی تشریف لائے تو آپ کا تقرر سرینگر میں کچھ عرصہ کے لئے ہوا تھا۔ بعد میں ۱۹۹۲ء میں کچھ عرصہ تک آپ جماعت احمدیہ مسلم دہلی کے انچارج رہے۔ اپنے نظارت بیت المال آمد میں ۱۹۹۸ء میں مکمل طور پر تقرری کے بعد آپ ۲۰۰۸ء میں ریٹائر ہوئے لیکن ریٹائرمنٹ کے بعد بھی آپ کو مزید خدمت کرنے کا موقع دیا گیا اور آپ نے شعبہ مال میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ بعد ازاں نظارت دعوت الی اللہ مرکزیہ نے آپ کو وادیٔ کشمیر میں دعوت الی اللہ کا نگران مقرر کیا۔ اس شعبہ میں بھی آپ کی خدمات قابل ذکر اور قابل رشک ہیں۔ آپ نے تبلیغی خطوط کا ایک جامع اور مسلسل پروگرام بنایا تھا اور مخالفین احمدیت کی تحریرات پر سکیری نظر رکھ کر ان کا تعاقت کرتے رہتے تھے۔

دعوت الی اللہ کے مختلف مسائل پر ایک کتابچہ بھی مرتب کیا تھا جو غالباً سلیبس برائے داعیان الی اللہ کے نام سے شائع بھی ہوا ہے۔ وادیٔ کشمیر میں جہاں

بھی کوئی علمی مجلس یا سوال جواب کا مجلس یا اجتماعات کے مواقع پر مجالس مذاکرہ کا انعقاد ہوتا مرحوم ضیاء صاحب ہی ان مجالس کے روحِ رواں ہوتے۔
بہرحال مرحوم ضیا صاحب کا وجود جماعت احمدیہ کشمیر میں ایک ASSET کی حیثیت رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے اور جماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

***

سر آئزک نیوٹن کا مختصر تعارف

ناصر الدین حامد صاحب مربی سلسلہ
شعبہ وقف نو بھارت

آج ہم ایک ایسے انسان کے بارہ میں گفتگو کریں گے جو کہ mathematician, physicist, astronomer, theologian,author تھے۔ جنکو اس دنیا کے عظیم الشان سائنسدانوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

سر آئزک نیوٹن کی پیدائش ۴ جنوری ۱۶۴۳ء میں Woolsthorpe, Lincolnshire,England میں ہوئی آپ کے والد صاحب آپ کی پیدائش سے تین ماہ قبل وفات پا چکے تھے۔ جب آپ تین سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ نے آپ کو نانی کے پاس چھوڑ کر دوسری شادی کر لی اور آپ کی پرورش آپ کی نانی نے کی۔ آپ نے طبیعیات دانی، ریاضی دانی، فلکیات، فلسفی اور کیمیادانی میں ایسے نمایاں کارنامے کئے جو کہ رہتی دنیا تک کے لئے آپکے نام کو منور کرتے رہیں گے۔ ۱۶۸۷ء میں چھپنے والی ان کی کتاب قدرتی فلسفہ کے حسابی اصول (Mathematical Principles of Natural Philosophy) سائنس کی تاریخ کی اہم ترین کتاب مانی جاتی ہے جس میں کلاسیکی میکینکس classical mechanics کے اصولوں کی بنیاد رکھی گئی۔ اسی کتاب میں نیوٹن نے کشش ثقل (FORCE OF GRAVITY) کا قانون اور اپنے تین قوانین حرکت بتائے۔ یہ قوانین اگلے تین سو سال تک

Love For All
Hatred For None
Mob. : 9387473243
9387473240
0495 2483119
SUBAIDA
Traders
Madura bazar, Cheruvannoor, Calicut

Dealers in Teak, Rubwood & Rose Wood Furniture
Our sister concerns : Subaida timbers, feroke - 2483119
Subaida traders, Madura Bazar, Cheruvannoor
National furniture, Thana, Kannur, 0497-2767143

Abdul Hai
9916334734
AL-MASROOR
Electrical Work and Publicity

All Types of Function
Lighting Work
Mic Speaker System
&
Electrical Work

Hyderabad Road, Hossali Cross
Opp Parivar Gas Agency, Yadgir-585202

طبیعیات کی بنیاد بنے رہے۔ نیوٹن نے ثابت کیا کہ زمین پر موجود اجسام اور سیارے اور ستارے ایک ہی قوانین کے تحت حرکت کرتے ہیں۔ اس نے اپنے قوانین حرکت اور کیپلر (Kepler›s laws of planetary motion) کے قوانین کے درمیان مماثلت ثابت کرکے کائنات میں زمین کی مرکزیت کے اعتقاد کو مکمل طور پر ختم کر دیا اور سائنسی انقلاب کو آگے بڑھانے میں مدد دی۔ اور آئزک نیوٹن نے مسیحیت کے مشہور تثلیث کے نظریے کو رد کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ حضرت عیسیٰ کو خدا ماننا یا خدا کا بیٹا ماننا شرک میں داخل ہے۔ اور اس وجہ سے عیسائی قوم میں انکی بہت مزمت ہوتی رہی اور آپ کو قتل کی سزا دینے کی تجاویز دی جاتی رہیں۔ نیوٹن ہمیشہ سے ایک خدا کے قائل رہے اور انکا کہنا تھا کہ یہ تمام کائنات اپنے خالق کی از خود گواہی دیتی ہیں۔ اس کے باوجود ان کے مذہب کا تاریخ سے کوئی صحیح حوالہ نہیں ملتا کہ وہ کس مذہب کے ماننے والے تھے کیوں کہ مذہب پر عمل کرنے سے زیادہ عیسائیت کے رد میں انکے کارنامے تاحیات مشہور رہے۔

نیوٹن اور مالیات

نیوٹن ۱۷۰۰ء سے ۱۷۲۷ء تک شاہی ٹکسال (Royal Mint) کے سربراہ رہے جو مملکت کے لیے سکے بنایا کرتی تھی۔ اس وقت کاغذی کرنسی بھی گردش میں آچکی تھی۔ نیوٹن اسٹاک مارکیٹ میں بری طرح ناکام رہے اور اپنی دولت کا بڑا حصہ شیئر میں سرمایہ کاری کرکے گنوا بیٹھے۔

اس قسم کے نقصان کے بعد انکو یہ احساس ہوا کہ وہ آئندہ انسان کے بنائے ہوئے قوانین کو سمجھ نہیں سکتے کیوں کہ ان میں بہت ساری خامیاں اور غلطیاں ہوتی ہیں لہٰذا اس کا اظہار انہوں نے اپنے الفاظ میں یوں کیا کہ:

I can calculate the movement of stars,but not the madness of men.

یعنی کہ میں ستاروں کی گردش کا اندازہ لگا سکتا ہوں لیکن انسانی جنون کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ ان الفاظ میں خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کی تعریف پنہاں ہے کیوں کہ اس میں کوئی خامی نہیں ہے۔

جیسا کہ ذکر ہوا ہے کہ آئزاک نیوٹن نے سائنس کی مختلف میدان میں اپنی تحقیقات کی ہیں جنکا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ مختلف شماروں میں ہوتا رہے گا فی الحال

بقیہ صفحہ نمبر ۲۹ پر ملاحظہ کریں

دیار مہدیؑ سے

گول کمرہ بطور مہمان خانہ

۱. ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

’’کہ ابتداء میں قادیان کے سب مقیم احمدی لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ بھی گول کمرہ میں مہمانوں کے دستر خوان پر کھانا کھانے کیلئے آیا کرتے تھے۔ اس دستر خوان پر حضرت صاحب علیہ السلام شریک نہیں ہوتے تھے۔ ان دنوں میں کھانا کھلانے کا انتظام محمد سعید کے سپرد تھا وہ حضرت مولوی صاحب سے کسی بات پر ناراض ہوا اور ارادتاً ان کے آگے خراب دال خراب روٹیاں رکھتا اور دیگر مہمانوں کے آگے سالن یا تازہ کھانا اور اچھی روٹی رکھتا تھا۔ مگر حضرت مولوی صاحب بکمال بے نفسی و مسکینی مدتوں اسی کھانے کو کھاتے رہے۔ اور کوئی اشارہ تک اس کی اس حرکت کے متعلق نہ کیا۔ پھر اس کے بعد وہ زمانہ آیا کہ لوگ اپنے گھروں میں انتظام کھانے کا کرنے لگے تو ان دنوں میں چند دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت مولوی صاحب اگر کبھی بیمار ہوتے اور حضرت صاحب علیہ السلام کو معلوم ہوتا کہ مولوی صاحب کے کھانے کا انتظام ٹھیک نہیں ہے تو آپ اپنے ہاں سے ان کیلئے کھانا بھجوانا شروع کر دیتے تھے۔ جو مدت تک باقاعدہ ان کیلئے جاتا رہتا تھا۔‘‘

(سیرت المھدی حصہ سوم صفحہ ۸۱۴ روایت نمبر ۹۵۳)

۲. ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قریباً سنہ ۱۸۹۳ء تک گول کمرہ ہی مہمان خانہ ہوتا تھا، پھر اس میں پریس آگیا۔ جب یہاں مہمان خانہ تھا تو یہیں کھانا وغیرہ کھلایا جاتا تھا۔ اور کاتب بھی اسی جگہ مسودات کی کاپیاں لکھا کرتا تھا۔ اور حضرت صاحب علیہ السلام کا ملاقات کا کمرہ بھی یہی تھا۔ ان دنوں میں مہمان بھی کم ہوا کرتے تھے۔ سنہ ۱۸۹۵ء میں حضرت والد صاحب یعنی میر ناصر نواب صاحب پنشن لے کر قادیان آگئے۔ اور چونکہ

اس وقت پریس اور مہمانوں کیلئے فصیل قصبہ کے مقام پر مکانات بن چکے تھے۔اس لئے میر ناصر نواب صاحب گول کمرہ میں رہنے لگے۔اور انہوں نے اس کے آگے دیوار روک کر ایک چھوٹا سا صحن بھی بنالیا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۶۳۲ روایت نمبر ۶۸۹)

***

اوّلین اور آخرین میں اطاعت کی مثال

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپؐ نے اسے اس کے ہاتھ سے اتار ا اور پھینک دیا اور ارشاد فرمایا:

يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ

کیا تم میں سے کوئی شخص جہنم کا ایک شعلہ اٹھا کر اپنے ہاتھ میں رکھ لیتا ہے؟

پھر جب رسول اللہ ﷺ چلے گئے تو اس آدمی سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی اٹھا لو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ تو اُس آدمی نے کہا:

لَا وَاللّٰهِ لَا آخُذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللّٰهِ

"اب جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے میرے ہاتھ سے اتار کر پھینک دیا ہے تو اللہ کی قسم! میں اسے کبھی نہیں اُٹھاؤں گا۔"

(صحیح مسلم)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کو حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب کے ساتھ شدھی کے کارزار میں شرکت کا موقعہ ملا۔حضرت شیخ صاحب ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب یوپی اور ریاست بھر تپور وغیرہ میں شدھی کی تحریک زوروں پر ہوئی اور اکرن کے متعلق حکام ریاست کی زبردستیوں کی شکایات پہنچیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خاکسار عرفانی کو اس میدان میں اترنے کا حکم دیا۔حضرت چوہدری صاحب کو بھی اس معرکہ میں شریک ہونے کا حکم مل گیا۔چوہدری صاحب باوجودیکہ نحیف الجثہ تھے اور ساری عمر کا آخری حصہ اور یوپی کی خوفناک گرمی کے ایام مگر وہ مجھ سے زیادہ ہمت اور حوصلہ کے ساتھ میرے شریک کار ہوئے۔میں اس زمانہ کو کبھی نہیں بھول سکتا۔چوہدری صاحب کی زندگی کا مطالعہ کرنے کا مجھے کافی موقعہ ملا۔ہم کو بعض اوقات مشورہ دیا گیا کہ اکرن میں نہ ٹھہریں مگر ہم نے فیصلہ کرلیا کہ ہم اس کو نہیں چھوڑیں گے۔ چنانچہ ہمارا ڈیرہ اکرن میں تھا،پانی کی تکلیف اور گرمی کی شدت،رہنے کو جگہ نہیں،چاروں طرف دشمنوں کا حلقہ اور حکام ریاست ان کے مددگار۔مگر خدا شاہد ہے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ ہم اکرن کے مقام پر اس طرح ڈٹے ہوئے تھے کہ حکام کو بھی حیرت ہوتی تھی۔"

(اصحاب احمد جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۱،۱۶۰)

***

بقیہ از صفحہ نمبر ۲۸

قارئین کے جزبات شوق کی آگ کو ہوا دینے کے لئے ان کی قوانین حرکت کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

نیوٹن کے قوانین حرکت

(Newtons Three Laws of Motion)

نیوٹن کا پہلا قانون حرکت: کسی بھی بیرونی قوت کی عدم موجودگی میں جو جسم حالت سکون میں ہوگا وہ ساکن رہے گا اور جو جسم حالت حرکت میں ہوگا وہ اسی ولاسٹی سے خط مستقیم میں اپنی حرکت کو جاری رکھے گا۔

نیوٹن کا دوسرا قانون حرکت: جب کسی جسم پہ کوئی بیرونی قوت اثر انداز ہوتی ہے تو یہ قوت اپنی ہی سمت میں ایک اسراع پیدا کرتی ہے۔یہ اسراع قوت کے راست متناسب ہوتا ہے،جب کہ جسم کی کمیت کے بالعکس متناسب ہوتا ہے۔

نیوٹن کا تیسرا قانون حرکت: ہر عمل کا برابر مگر مخالف ردعمل ہوتا ہے۔

آئزک نیوٹن ایک ایسے راہنماء سائنسدان ہیں جنکی خدمات کو فراموش کرنا گویا کہ سائنس کا اکبر پہلو حزف کرنا ہے۔آئزک نیوٹن خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور خالق ہونے کے قائل تھے۔اللہ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت فرمائے اور آپ کی سائنسی خدمات سے ہم سب کو فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔آمین

***

O.A. Nizamutheen Cell : 9994757172
V.A. Zafarullah Sait Cell : 9943030230

O.A.N. Doors & Steels

All types of Wooden Panel Doors, Skin Doors, Veeneer Doors, PVC Doors, PVC Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet, TMT Rods, Cements, Cover Blocks and Construction Chemicals.

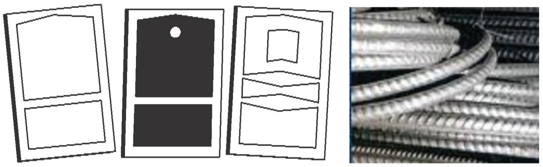

T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex, #51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram, Tirunelveli-627 005 (Tamil Nadu)

JMB Rice mill Pvt. Ltd.

At. Tisalpur, P.O. Rahanja, Bhadrak, Pin-756111
Ph. : 06784 - 250853 (O), 250420 (R)

”انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتوہ حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے۔“
(کلام امام الزمان)

NAVNEET JEWELLERS

Ph.: 01872-220489 (S)
220233, 220847 (R)

CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO

FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS

(All kinds of rings & "Alaisallah" rings also sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

Love For All Hatred For None

Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim

Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. and C.D. Players
are available here

Near Ahmadiyya Muslim Mission
Gangtok, Sikkim
Ph.: 03592-226107, 281920

10 Years
Quality Service
Est. 1992
Study Abroad

Study Abroad

10 Offices Across India

All Services Free of Cost

سٹڈی ابراڈ

Prosper Overseas

Is the India's Leading Overseas Education Company.

About Us

Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universitites / Colleges in 9 Countries since last 10 years

Achievements

* NAFSA Member Association, USA.
* Certified Agent of the British High Commission
* Trusted Partner of Ireland High Commission
* Nearly 100% success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.

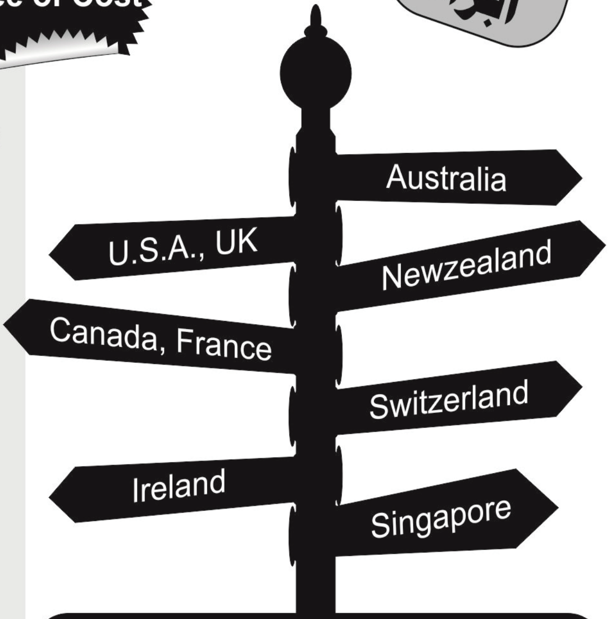

بیرون ممالک میں اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں

CMD : Naved Saigal

Website : www.prosperoverseas.com

e-mail : info@prosperoverseas.com

National helpline : 9885560884

Corporate Office
Prosper Education Pvt. Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands,Ameerpet,
Hyderabad - 500016, Andhra Pradesh, Phone : +91 40 49108888

of all emotions, soul, mind, courage, etc. When one is thankful to a person, one thanks him from the bottom of one's heart and when one is stricken with grief, it is heart-rending. If a person is courageous, we call him lion-hearted and to describe sincerity we say it is heart-felt. An unexpected piece of news or an event can break one's heart and to understand the essence of matter, is to get to the heart of the matter. When you like a person deeply beyond description, you say he is a man after my heart. Lest we forget to mention the change of heart, it is one of the rare human traits that has not been bestowed to any other creature. Some people have a change of heart too often and others have a heart made of rock.

A sincere Muslim is one who examines his heart from time to time to see if this feelings towards others are tender, his motives are honest, he is loving towards others and his heart is in constant search for truth and love of God. Such a heart is an epitome of love, kindness, courage, affection, honesty, truth, sincerity and humility. Hadhrat Jesus, son of Mary, (peace be upon him), is reported to have said: `Thou shalt love the Lord thy God with all thy heart, and with all thy soul and with all thy mind.' The Prophet of Islam (peace and blessings of Allah be upon him), has also described the importance of a pure and sincere heart. According to the most reliable book of Hadith, al-Bukhari, he told one of his companions: `In the body there is a piece of flesh, when it is healthy, the whole body is healthy, and when it becomes unhealthy, the whole body gets unhealthy, and lo that piece is the heart.' This succinct quotation illustrates that a human heart is the fountain-head of all our emotions. If one's heart entertains pure thoughts then all of one's deeds will be upon the road to virtue, but if one's heart its full of vicious thoughts and ideas, then one is bound to follow the path of vice.

Thoughts and ideas are born in a heart like seeds in a garden that soon sprout into full grown plants. Purity of heart stimulates the growth of the tree of virtue. The crux of the matter is that if one's heart is in good shape, then one's hands, feet, tongue, mind and eyes will be in good shape as well. In our day-to-day contact with others, one should always remember the following formula: `to handle yourself, use your head, to handle others use your heart.'

A beating heart:

How many times does a heart have to beat? At least 70 times every minute, for an average of 75 years. In round numbers, that turns out to be 100,000 times a day, or three billion times in a lifetime. Sometimes two hearts beat one, some are lonely, some half hearted and some are broken. Some are saddened, some are, like a bird, gladdened and some are worn upon your sleeve. Our daily conversation is full of wonderful references to our heart: `his heart was in his mouth', or `his heart was not in it', or `deep in the heart of Ontario', or `heart of the matter.' `Heart' is used as a symbol of love. It is said that we subconsciously remember the beat of our mother's heart from when we were in the womb. Did you know that when zoo-keepers have an orphaned baby monkey, they help its chance of survival by keeping it attached to a bundle of blankets with a mechanism that produces the `thump-thump' of a mother's heart-beat?

All praise belongs to Allah!

***

ah. That both happened exactly as predicted shows that this is not mere coincidence, but truly a celestial sign.

***

Heart to Heart

by Zakaria Virk

(Shoba Ishaat MKA Hyderabad)

The Review of Religions, February 1994

The human heart is the seat of all human emotions. A heart that is full of evil emotions and thoughts is but a favourite place for Satan. Those hearts that are disbelieving, doubtful and mischief-mongering are, according to the Quran, hearts that have been sealed. God Almighty says in His book: `thus do we seal the hearts of transgressors' (10:75) and: `I will cause terror into the hearts of those who disbelieve' (8:12) The Quran makes many such references to the human heart. The Book of Allah proclaims numerous merits of a sound heart, a contended heart full of unbounded love and deep understanding of God and mankind, His creation. For instance the perfect Book of Allah proclaims: `Lo, it is in the remembrance of Allah that hearts can find comfort' (13:28) And Allah admonishes all Muslims that: `He united your hearts in love' (3:104) and that He: `put your hearts at rest' (3:127)

Scientific research has conclusively proved that there is a vital link between the state of one's thinking and one's physical well-being. A healthy heart will undoubtedly keep a mind healthy and vice versa. A person's character is built on his thoughts, in other words, we are what we think. Allah our merciful Lord through His benevolence has given us the choice and power to govern our thoughts and thereby build a character that is worthy of praise. An immoral character grows from the seeds of immoral thoughts while a virtuous character grows from the seeds of virtuous thoughts. As mentioned earlier, the heart is where all kinds of good or bad thoughts are born. Therefore, it is imperative to cultivate a pure and clean heart. A recent article in the famous American magazine Psychology Today dated February 1989 illustrates the relationship between the heart and the soul in the following words:

`Scientific medicine has made extraordinary progress against heart disease, by denying one of mankind's most romantic notions – that our emotions centre in the heart. By treating the heart as an unfeeling pump, surgeons have been able to create pacemakers and work their way up to the ultimate in high-tech medicine – the artificial heart. Even as Barney Clark and other courageous patients were using psychology and hard data to discover that trouble in the heart may come in part from sickness of the soul. Spiritual need may be the underlying crisis among people prone to heart attacks. Harvard cardiologist, Herbert Benson agrees. Dr. Benson has shown how using a repetitive prayer produces sharp reductions in heart beat and blood pressure. At the University of Maryland, psychologist, James Lynch continues to explore the psychological side of high blood pressure. Blood pressure goes up when we talk and down we listen to another person.'

Different states of heart:

The following quotation from the Bible creates a striking resemblance between one's mind and heart: `As a man thinketh in his heart, so he is' (Proverbs 23:7). We know there are various states of mind and likewise there are different states of heart. According to the Oxford Dictionary the heart is the seat

is a well-known term and is used for such comets which are so bright that they are visible to naked eye. Astronomers consider the 19th century to be one of enormously bright comets.

The Great Comet of 1882 appeared in the morning skies of September 1882. Reports suggest that it was first seen as early as 1 September 1882 from the Cape of Good Hope as well as the Gulf of Guinea and over the next few days many reported the new comet. On the 3rd of September 1882, it was also observed in New Zeland.

The Promised Messiah[as] has mentioned this sign in several of his writings. In one of his books he writes: 'Nawab Saddique Hassan Khan Sahib in Hijaj jul Kirama and Hazrat Mujaddid Alif Sani in his book write that a comet Dhus-Sineen will appear during the time of the Promised Messiah. Hence, that star appeared in 1882.'

In his book Ayyamus Sulah, the Promised Messiah[as] writes:

'It was also prophesied that in those days, the same star Dhus-Sineen would appear which appeared during the time of Jesus[as] and before that during the time of Noah[as]. Now, everyone has witnessed it's appearance, which was also published in Urdu and English newspapers.'

In his book The Philosophy of Divine Revelation, he writes:

'Third Sign-the appearance of a comet which was destined to appear in the time of the Promised Messiah. It has long since appeared. Its sighting prompted some English newspapers of the Christians to comment that the time of the Messiah's advent had arrived.'

Hazrat Sayyedah Khairun Nisara,daughter of Hazrat Doctor Sayyed Abdus Sattar Shahra – who was a companion of the Promised Messiah[as], narrates: ' One day , after the Fajr [pre-drawn] prayer, the Promised Messiah[as] called us and said: '' Come! Let me show you a comet which has appeared as a sign for me.'' The Promised Messiah[as] then showed us the comet and said: "This will be followed by the outbreak of several diseases.''

This prophecy, too, was fulfilled by the outbreak of the plague in India towards the end of the 19th century.

While one can argue that because of the periodic nature of some comets, especially comets with short orbital periods, they can appear many times throughout the lifetime of any individual, this fails to explain the prediction of such an extraordinary comet 1400 years before it appeared as a sign for a Messiah.

These events are far beyond the control of any human being and a mere mortal is powerless to make them appear at one's own discretion. Hence, one can only deduce that these events the manifestations of God's Hand at work. Referring to these heavenly and earthly signs, the Promised Messiah[as] states in one of his Persian couplets:

' Hearken unto the call of Heaven; '' The Messiah has come ! The Messiah has come!'''

And hearken unto the earth: ''The victorious Imam has arrived!''

Heaven is showering Signs and the earth proclaims: ''This is the time!''

These two witnesses are restlessly crying out in my favour.'

In short, the Great Comet of 1882 was just one of the countless heavenly signs vouchsafed to the truthfulness of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad[as]. Great comets like this one may have existed in the past and may appear in the future. But it is extraordinary that anyone could predict both the coming of a Messiah and the celestial sign for that Messi-

Another common thread throughout history has been the claim by certain people that they have been sent by God for the moral and spiritual reform of a people. And while these prophets have presented arguments from past scriptures, some of them have also pointed to the skies themselves as witnesses for the truth of their claims. Indeed, whenever such people have appeared, there has been a notable increase in celestial activity. Is this a mere coincidence, or are these sightings significant?

Take the 19th century, for instance. We find an increase in celestial activity including the appearance of an exceptionally bright comet – and additionally, some of the first photographs capturing meteors and their trajectory on film.

At the same time, the 19th century was also the time of Hazrat Mirza Ghulam Ahamdas of Qadian, India. His claim was unique in that he claimed to be the Messiah or Mahdi, whose advent was eargerly being awaited by followers of all mainstream religions. And one of the signs he put forth for his truthfulness was the appearance of a spectacular comet known as Dhus-Sineen-the Great Comet of 1882.

Dhus-Sineen refers in Arabic to a secific comet – the same comet which came to be known as the Great Comet of 1882. This comet is also known by a few other names, listed below with their root meanings:

Dhus –Sineen: The star of the years

Dhus-Sinnain: A star in the shape of two teeth

Dhul-Lihyain: A star with two beards

Dhu-Zanabin: A star with a tail

Dhu-Qarnin: A star with two horns

There are several instances where the Holy Prophetsa prophesied the appearance of the the comet of Dhus-Sineen as a sign for the Promised Messiah and Mahdi.

In one Hadith it is narrated: ‘Ten signs would accompany the advent of the Promised Messiah and Mahdi, with the first being a tailed comet, namely Dhus-Sineen.’

Apart from the Hadith, Muslim scholars at the time of the Hazrat Mirza Ghulam Ahmad[as] have also mentioned this sign in their writings. The foremost book is Hijaj-ul-Kirama by Nawab SIddique Hassan Khan, in which he mentions the above sign and then gives an in–depth discourse on the appearance of comets in relation to important Islamic historical events.

In 1882, Hazrat Mirza Ghulam Ahmadas made an extraordinary claim: that God Almighty had divinely commissioned him as the reformer of the age, the same year in which the Great Comet appeared. He stated that God Almighty revealed to him the following:

“Allah has placed blessing in you, O Ahmad. Whatever you did let loose, it was not you but it was Allah Who let it loose. Allah has taught you the Qur’an so that you should warn the people whose ancestors have not been warned, and that the way of the guilty ones might become manifest.”

As the words Whatever you did let loose, it was not you but it was Allah Who let it loose’show, God clearly states that it is He who has manifested this sign. The Arabic word ramaa, used in this revelation, means ‘he threw’. Hence God Almighty stated to the Promised Messiah[as] that the comet he had witnessed was a testimony to the truthfulness of his claim in accordance with divine promises.

‘The Great Comet of 1882’, as is evident from its name, was an extraordinary comet, unparalleled in the 19th century with regards to its illumination. The term ‘Great Comet’

Ḥaḍrat Mas'ūd bin Rabi'ah bin 'Amr (May Allāh be pleased with him):
He belonged to Qārah tribe and was a confederate of Banu Zuhrah tribe. He was known by the epithet Abu 'Umair. His father's name is recorded as Rabi', other than Rabi'ah, and 'Amir. Ḥaḍrat Mas'ūd (May Allāh be pleased with him) had a son named Abdullah. In Medina his family was known as Banu Qāri. Ḥaḍrat Mas'ūd bin Rabi'ah (May Allāh be pleased with him) accepted Islām prior to the Holy Prophet's (May Allāh's Blessings be upon him) coming to Dar-e-Arqam. When Ḥaḍrat Mas'ūd bin Rabi'ah (May Allāh be pleased with him) migrated to Medina, the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) established a bond of brotherhood with Ḥaḍrat 'Ubaid bin Tayyihān (May Allāh be pleased with him). Ḥaḍrat Mas'ūd bin Rabi'ah (May Allāh be pleased with him) participated in all the battles alongside the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him), including the battle of Badr, Uhud and Khandaq. Ḥaḍrat Mas'ūd (May Allāh be pleased with him) passed away in 30 AH at the age of about 60.
Huzoor (May Allāh be his Helper) prayed: May Allāh continue to enhance the spiritual status of these Companions of the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) and may we carry on their good deeds.
Huzoor (May Allāh be his Helper) said: Jalsa Sālāna UK will start next week, Insha'Allāh. May Allāh bless the Jalsa in every respect. The duty workers should try to fulfil their duties to the best of their abilities. This year the transport department will have to do more work with proper planning because they will have to transport the guests who are residing in the various Jamā'at's accommodations to Islamabad a few days before and after the Jalsa. I instructed the Afsar Jalsa Salana to plan accordingly, and I am hopeful that they have begun working on this so that the guests can also come to Islamabad and offer their prayers. May Allāh enable everyone to do their work diligently. May God Almighty enable everyone to fulfil their duties in the most exemplary manner. Amīn

***

The Saviour of the Latter Days

Signs of the Messiah

Adapted from an article by Syed Tahir Ahmad and Haseeb Ahmad, Rabwah, Pakistan
'Nawab Siddique Hassan Khan Sahib in Hijajul Kirama and Hazrat Mujaddid Alf Thani in his book write that according to authentic Ahadith, a comet, Dhus-Sineen, will appear during the time of the Promised Mahdi. Hence, that star appeared in 1882 and English newspapers wrote that this was the same star which appeared in the time of Jesus[as]. Likewise, close to the time in which God Almighty appointed me, there was such an abundance of meteor showers, the like of which have never been witnessed before. This was perhaps November 1885. Similarly, many other heavenly signs have appeared, which are all signs manifested by God Almighty.'
(Quoted by His Holiness, Hazrat Mirza Masroor Ahmad[aba] , Worldwide Head of the Ahmadiyya Muslim Community, at the Jalsa Salana UK 2010, cited from Chashma-e-Marifat, Ruhani Khazain, Vol23, pp.329-330)
Whether it's shooting stars, comets with centuries-long orbits, or eclipses that hide the sun or moon from our sight, for thousands of years, the sky above us has been a stage for these celestial events as people have turned their eyes upward, curious about the appearance of these celestial signs.

en. On account of his mother, Ḥaḍrat Yazīd (May Allāh be pleased with him) was also known as Yazīd Fushum or Yazīd bin Fushum. He also had a brother named Abdullah bin Fushum who was also known as Zush-Shimālain (according to Ibn-e-Hashām, this was because he used his left hand more than the right). He was also known as Zul-Yadain (either because he had long hands or because he used both his hands equally). Ḥaḍrat Yazīd and his brother Ḥaḍrat Zush-Shumalain (May Allāh be pleased with them) both took part in and were martyred in the Battle of Badr.

Ḥaḍrat Umair bin Humām (May Allāh be pleased with him):

He belonged to Banu Harām bin Ka'ab clan of Banu Salamah, a branch of Ansār's tribe Khazraj. His father's name was Humām bin Jamuh and his mother was Nuwār bint Amir. The Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) established a bond of brotherhood between Ḥaḍrat Umair bin Humām and Ḥaḍrat Ubaidah bin Harith Muttalibi (May Allāh be pleased with them). Both were martyred in the Battle of Badr. According to varying accounts, Ḥaḍrat Umair and according to some Ḥaḍrat Haritha bin Qais (May Allāh be pleased with them) were the first among the Ansār to be martyred in the Battle of Badr.

Ḥaḍrat Humaid Ansāri (May Allāh be pleased with him):

He participated in battle of Badr. Ḥaḍrat Zubair (May Allāh be pleased with him) relates that once there was a dispute between an Ansāri man and Ḥaḍrat Humaid (May Allāh be pleased with him) over water from a small irrigation channel. When the case was presented before the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him), he said to Ḥaḍrat Zubair (May Allāh be pleased with him), whose land was nearer to the channel, that he should irrigate his land first and leave water for his neighbour. But the Ansāri was annoyed at this decision and said, "O Messenger of Allāh, you have given this decision because Zubair is your cousin." The Holy Prophet's (May Allāh's Blessings be upon him) face became red with anger at this and he said to Ḥaḍrat Zubair (May Allāh be pleased with him) that my first decision was based on kindness, but now it has become a question of rights. So now "I order you to irrigate your land until it is full." Thus, the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) granted Ḥaḍrat Zubair (May Allāh be pleased with him) what was rightfully his. Initially, the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) gave his decision in which there was some provision for the Ansāri man as well, but when he displeased the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him), he gave Ḥaḍrat Zubair (May Allāh be pleased with him) the full share of what was rightfully his.

Ḥaḍrat 'Amr bin Mu'āz bin Nu'mān Ausi (May Allāh be pleased with him):

His father's name was Mu'āz bin Nu'mān and his mother was Kabshah bint Rafay'. He was the brother of Ḥaḍrat Sa'ad bin Mu'āz (May Allāh be pleased with him) the chief of Aus tribe. The Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) established a bond of brotherhood between Ḥaḍrat 'Amr bin Mu'āz and Ḥaḍrat 'Umair bin Abu Waqqās (May Allāh be pleased with them). Ḥaḍrat 'Amr bin Mu'āz (May Allāh be pleased with him) participated in the battle of Badr along with his brother Ḥaḍrat Sa'ad (May Allāh be pleased with him). Ḥaḍrat 'Amr (May Allāh be pleased with him) was martyred in the battle of Uhud. He was aged 32 at the time of his martyrdom.

Ḥaḍrat ’Amr bin Iyās (May Allāh be pleased with him):

Ḥaḍrat ’Amr (May Allāh be pleased with him) was from Yemen and was a confederate of Banu Lauzān tribe of Ansār. His father’s name was Iyās bin ’Amr and his grandfather was Zaid. Ḥaḍrat ’Amr (May Allāh be pleased with him) participated in the battles of Badr and Uhud alongside the Holy Prophet (May Allāh’s Blessings be upon him). Ḥaḍrat ’Amr (May Allāh be pleased with him) was the brother of Ḥaḍrat Rabi’ bin Iyās and Ḥaḍrat Waraqah bin Iyās (May Allāh be pleased with them). All three brothers participated in the Battle of Badr.

Ḥaḍrat Mudlij bin ’Amr (May Allāh be pleased with him):

His name is also recorded as Midlāj. He belonged to Banu Hujr clan of Banu Sulaim tribe who were confederates of Banu Kabīr bin Ghanam bin Dūdān tribe. Ḥaḍrat Mudlij (May Allāh be pleased with him) participated in the battle of Badr along with his two brothers Ḥaḍrat Saqf bin ’Amr and Ḥaḍrat Mālik bin ’Amr (May Allāh be pleased with them). Ḥaḍrat Mudlij bin ’Amr (May Allāh be pleased with him) accompanied the Holy Prophet (May Allāh’s Blessings be upon him) in all the battles, including Badr and Uhud. He passed away in 50 AH during the reign of Ḥaḍrat Amīr Mu’āwiyah (May Allāh be pleased with him).

Ḥaḍrat ’Abdullah bin Sohail (May Allāh be pleased with him):

His father’s name was Sohail bin ’Amr and his mother was Fākhita bint ’Amr. His younger brother’s name was Abu Jandal. He was also known by the epithet Abu Sohail and belonged to Banu Amir bin Lua’yy tribe of Quraish. He is recorded as being among the migrants to Abyssinia. Huzoor (May Allāh be his Helper) cited an incident related to participation of Ḥaḍrat Abdullah (May Allāh be pleased with him) in the battle of Badr. Ḥaḍrat Abdullah bin Sohail (May Allāh be pleased with him) accompanied the Holy Prophet (May Allāh’s Blessings be upon him) in all the battles, including Badr, Uhud and Khandaq.

On the day of the conquest of Mecca, he sought amnesty for his father. He came to the Holy Prophet (May Allāh’s Blessings be upon him) and said, “O Messenger of Allāh (May Allāh’s Blessings be upon him), will you grant amnesty to my father?” The Holy Prophet (May Allāh’s Blessings be upon him) said, “He is safe because of Allāh’s amnesty. He can come out.” Then the Holy Prophet (May Allāh’s Blessings be upon him) said, “No one who looks upon Sohail bin ’Amr, should do so with disdain. By my life, Sohail is a wise and decent man and cannot remain oblivious to Islām.” Ḥaḍrat Abdullah (May Allāh be pleased with him) then went to his father and told him of what the Holy Prophet (May Allāh’s Blessings be upon him) had said. Upon this, Sohail accepted Islām. After accepting Islām, Ḥaḍrat Sohail (May Allāh be pleased with him) used to say that Allāh had blessed his son abundantly through Islām. Ḥaḍrat Abdullah (May Allāh be pleased with him) was martyred in the battle of Yamamah in 12 AH during the Khilāfat of Ḥaḍrat Abu Bakr (May Allāh be pleased with him). He was aged 38. According to another account, he died at the age of 88 in Juwāsa’, Bahrain.

Ḥaḍrat Yazīd bin Harith (May Allāh be pleased with him):

He belonged to Banu Ahmar bin Haritha clan of Ansār’s tribe Khazraj. Ḥaḍrat Yazīd’s fathers name was Harith bin Qais and his mother’s name was Fushum and she belonged to Qain bin Jasr clan of Qudhā’ah tribe of Yem-

and his son moved to Kūfa and, according to one account, moved to Raqqah, a well-known city located to the East of Euphrates. Both of them passed away in that area during the reign of Ḥaḍrat Amīr Mu'āwiyah (May Allāh be pleased with him). Ḥaḍrat Khuraim (May Allāh be pleased with him) was a very immaculate person and took great care of his clothes and his appearance. Before accepting Islām he used to wear long flowing robes and kept long hair.

Mustadrak Al-Hākim records an account in which Ḥaḍrat Khuraim bin Fātik (May Allāh be pleased with him) relates that once the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) said, "O Khuraim! You would have been an excellent person if you did not have two traits." Ḥaḍrat Khuraim (May Allāh be pleased with him) said, "My mother and father be sacrificed for your sake. What are those two traits, O Messenger of Allāh (May Allāh be pleased with him)?" The Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) said, "Your long hair, and allowing your lower garment to drag." This was a sign of pride and arrogance. Thereafter Ḥaḍrat Khuraim (May Allāh be pleased with him) cut his hair short and stopped wearing long, flowing garments. Huzoor (May Allāh be his Helper) said: Some people ask what is the harm in keeping long hair. The answer is that men should only keep their hair as long as the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) did, that is to say, up to the lope of the ear, and not longer than that like women do. Ḥaḍrat Khuraim (May Allāh be pleased with him) participated in various battles in Syria under the Khilāfat of Ḥaḍrat 'Umar (May Allāh be pleased with him).

Ḥaḍrat Ma'mar bin Harith (May Allāh be pleased with him):

He belonged to Banu Jumah clan of Quraish. His father's name was Harith bin Ma'mar and his mother was Qutailah bint Maz'ūn. She was the sister of Ḥaḍrat Uthman bin Maz'ūn (May Allāh be pleased with him). In this respect, Ḥaḍrat Uthman bin Maz'ūn (May Allāh be pleased with him) was Ḥaḍrat Ma'mar's (May Allāh be pleased with him) maternal uncle. Ḥaḍrat Ma'mar (May Allāh be pleased with him) had two brothers, Hātib and Hattāb (May Allāh be pleased with them). All three had accepted Islām prior to Dar-e-Arqam and were among the foremost of believers. Ḥaḍrat Ma'mar bin Harith (May Allāh be pleased with him) participated in all the battles, including Badr, Uhud and Khandaq. He passed away in 23 AH during the Khilāfat of Ḥaḍrat 'Umar (May Allāh be pleased with him).

Ḥaḍrat Zuhair bin Rafay' (May Allāh be pleased with him):

He was the brother of Ḥaḍrat Muzahhir (May Allāh be pleased with him). He belonged to Banu Haritha bin Harith clan of Ansār's tribe Aus. His son's name was Usaid (May Allāh be pleased with him) who also had the honour of being a Companion of the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him). Ḥaḍrat Zuhair (May Allāh be pleased with him) was the paternal uncle of Ḥaḍrat Rafay' bin Khudaij (May Allāh be pleased with him) whom I mentioned before. Ḥaḍrat Zuhair's (May Allāh be pleased with him) wife was Fatima bint Bishr and she belonged to Banu 'Adiyy bin Ghanam clan. Ḥaḍrat Zuhair and his brother Muzahhir (May Allāh be pleased with them) both had the honour of participating in the battle of Badr. Ḥaḍrat Zuhair (May Allāh be pleased with him) was part of the second Bai'at at Aqabah and accompanied the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) in all the battles, including Badr and Uhud.

SUMMARY OF KHUTBA JUMA

Extracts from the Friday Sermon delivered by Hadrat Khalīfa-tul-Masīh V (May Allāh be his Helper) on 26th July 2019 at Baitul Futūh Mosque,London.

Our Imām, Hadrat Khalīfa-tul-Masīh (May Allāh be his Helper) said:

Today, I will continue with the accounts of the lives of the Companions of the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) who participated in the battle of Badr. First of them about whom I will speak today is;Ḥaḍrat Muzahhir bin Rafay' (May Allāh be pleased with him):

His father's name was Rafay' bin 'Adiyy. He belonged to Banu Haritha bin Harith clan of Ansār's tribe Aus. Ḥaḍrat Muzahhir and Ḥaḍrat Zuhair (May Allāh be pleased with them) were real brothers. They were also the paternal uncles of Ḥaḍrat Rafay' bin Khudaij (May Allāh be pleased with him). Ḥaḍrat Rafay' (May Allāh be pleased with him) was the Companion who offered to fight in the battle of Badr but the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) sent him back because he was too young. The Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) however permitted him to fight in Uhud. He also participated in Khandaq and other expeditions. In the battle of Uhud, Ḥaḍrat Rafay' (May Allāh be pleased with him) was hit by an arrow that penetrated his collar bone. The arrow was extracted but its head remained in his body till his death. The Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) once said to Ḥaḍrat Rafay' (May Allāh be pleased with him) that he would testify on his behalf on the Day of Judgement. Ḥaḍrat Rafay' (May Allāh be pleased with him) passed away in 74 AH at the age of 86 during the reign of Abdul Malik bin Marwān. Ḥaḍrat Muzahhir (May Allāh be pleased with him) and his brother participated in the battle of Badr. According to the commentators of Bukhari, the name of Ḥaḍrat Zuhair's (May Allāh be pleased with him) brother was Muzahhir. Ḥaḍrat Muzahhir (May Allāh be pleased with him) was martyred in 20 AH during the Khilāfat of Ḥaḍrat 'Umar (May Allāh be pleased with him).

Ḥaḍrat Mālik bin Qudamah (May Allāh be pleased with him):

His father's name was Qudamah bin Arfajah. He belonged to Banu Ghanam clan of Ansār's tribe Aus. Ḥaḍrat Mālik (May Allāh be pleased with him) participated in the Battle of Badr along with his brother Ḥaḍrat Munzir bin Qudamah (May Allāh be pleased with him). Ḥaḍrat Mālik (May Allāh be pleased with him) also participated in the battle of Uhud.

Ḥaḍrat Khuraim bin Fātik (May Allāh be pleased with him):

Ḥaḍrat Khuraim bin Fātik (May Allāh be pleased with him) belonged to Banu Asad tribe. His father's name is recorded as Fātik bin Akhram or as Akhram bin Shaddād. Ḥaḍrat Khuraim (May Allāh be pleased with him) was known by the epithet Abu Yahya, or, according to another account, as Abu Aiman because his son's name was Ḥaḍrat Aiman bin Akhram (May Allāh be pleased with him). Ḥaḍrat Khuraim (May Allāh be pleased with him) participated in the battle of Badr along with his brother Ḥaḍrat Sabrah bin Fātik (May Allāh be pleased with him). According to one account, Ḥaḍrat Khuraim (May Allāh be pleased with him) was present at the Treaty of Hudaybiyyah. Later, Ḥaḍrat Khuraim (May Allāh be pleased with him)